www.novelsclubb.com
میں ماہِ کامل ہوں
از عینا بیگ

السلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

میں ماہ کامل ہوں از عینا ینگ

Episode 2

"دادا؟"اس کی آنکھوں میں بے یقینی تھی۔ بھلا وہ ایسا کیسے کر سکتے تھے۔۔

"تم سب باہر جاؤ۔"انہوں نے کمرے میں موجود باقی افراد کو باہر نکلنے کا کہا تو باری باری سب اٹھ کر باہر نکل گئے۔ شاداب نے بیٹی کو دیکھا تھا۔وہ اس کمرے سے باہر نہیں جانا چاہتے تھے مگر دادا اکبر کی نظروں نے انہیں باہر جانے کا اشارہ دیا۔

"ادھر بیٹھو کامل۔"انہوں نے اپنے سامنے بیٹھنے کا حکم دیا۔

اس کی آنکھیں نم ہو چکی تھیں۔ کسی بھی حال کسی بھی صورت میں وہ اس حویلی میں قدم بھی نہیں رکھنا چاہتی تھی۔

www.novelsclubb.com

"آپ نے ایسا کیوں کیا۔"کہتے ساتھ ہی آنکھ سے ایک آنسو نکلا اور رخسار پر بہنے لگا۔

"میری بچی۔۔"ان کا دل کسی نے مٹھی میں جکڑ لیا تھا۔انہوں نے ماہ کامل کے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔

"نہیں دادا۔" آنکھیں میچ لی گئیں۔

"بھائی ہیں وہ میرے۔۔ سراقہ کے لیے انہوں نے بہت چاہ سے تمہارا ہاتھ مانگا ہے بیٹی۔ کیسے انکار کر دیتا بڑے بھائی کو؟ کیا تم بدر عالم کا کہا ماننے سے انکار کر سکتی ہو؟" ان کا عاجزانہ لہجہ ماہ کامل کو کمزور کرنے لگا۔ اس نے آخری جملہ خود پر محسوس کیا۔ وہ واقعی بدر عالم کا کہا ماننے سے انکار نہیں کر سکتی تھی۔

"ماہ کامل۔۔" انہوں نے دھیرے سے پکارا۔

"جی۔" آنسو جیسے جذب ہو گئے۔ وہ اب بے تاثر بیٹھی تھی۔

"کیا تم اپنے دادا کی بات کا لاج نہیں رکھو گی؟" یہ سوال تھا یا کوئی زنجیر۔۔ ماہ کامل کو اپنے پاؤں بندھے ہوئے محسوس ہوئے۔ گویا وہ ایک قدم پیچھے بھی نہ ہٹ پا رہی ہو۔ وہ خاموش رہی۔۔ کچھ کہنے کی سکت جیسے کھو گئی۔

دادا کی نگاہیں اس کے چہرے پر جمی تھیں جیسے وہ اس کی جانب سے جواب کا انتظار کر رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

"ٹھیک ہے۔۔" انہوں نے لمبی خاموشی توڑی۔ماہ کامل نے کچھ چونک کرانہیں دیکھا۔ "میں بھائی کوانکار کردوں گا۔ان کامان بھی توڑدوں گا۔ تم سے بڑھ کر کچھ نہیں۔۔اب جاسکتی ہو۔" لہجہ کچھ بجھ سا گیا۔انہوں نے برابر سے اخبار اٹھایااوراسے نگاہوں کے سامنے پھیلا کراپنا چہرہ چھپالیا۔

ماہ کامل کو یکدم ہی برالگا۔اتنازیادہ براکہ شرمندگی ہونے لگی۔کیاوہ ان کی محبت وشفقت کا یہ صلہ دے رہی تھی۔مرے مرے قدموں سے باہر آکراس نے آنگن میں بیٹھے مردوں کو دیکھاجواسے باہر آتادیکھ رہے تھے۔بغیر کوئی جواب دیے وہ اپنے کمرے میں آگئی۔

خداکاشکر تھاکہ بدرعالم اپنے کمرے میں سورہاتھاورنہ وہ شاید طوفان کھڑاکردیتا۔

کمرے کی کھلی کھڑکی سے آتی سرد ہوااس کاخون جمانے کے لیے کافی تھی۔بستر کے بجائے وہ اپنی میز کے ساتھ لگی کرسی پر آبیٹھی۔نڈھال چال اور غموں سے بھراہوادل۔ اس نے سراپنی میز پررکھ کرآنکھیں موندلیں۔خاکی رنگ کی وہ کتاب جس میں اس کی

www.novelsclubb.com

زندگی کی ادھوری کہانی تھی' کھلی پڑی تھی۔اس کے اندر صفحوں میں دبا اس کا پین بھی موجود تھا۔یکدم ہی آنکھوں سے آنسو نکلا اور رخسار پر بہنے لگا۔

اس نے سر اٹھا کر کتاب اپنے سامنے رکھی اور پین انگلیوں میں پھنسایا۔

"مجھے اپنی زندگی سے بے حد خوف محسوس ہو رہا ہے۔یہ ہر بار وہ قدم اٹھاتی ہے جو میرے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتا۔آج ایک بار پھر مجھے اپنے باپ سے بے حسی کی بدبو اٹھتی محسوس ہو رہی ہے۔وہ آج بھی کچھ نہ کہہ سکے۔۔وہ آج بھی میرے لیے نہ کھڑے ہو سکے۔انہوں نے آج بھی مجھے تنہا چھوڑ دیا۔۔جیسے میری ماں کو چھوڑ دیا تھا۔

میں دادا اکبر کو منع کروں گی تو تکلیف اور شرمندگی سے مر جاؤں گی اور اگر مان گئی تو دو خاندانوں کے درمیان پستی چلی جاؤں گی۔

کیا شاداب اکبر جہانگیر آج بھی یوں ہی خاموش رہے گا؟

میں ایک بار پھر ہار ہار گئی۔ایک بار پھر مجھے پوری طرح سے بے بس کر دیا گیا ہے۔"

آنکھوں سے بہتے آنسو شدت اختیار کر چکے تھے۔اس نے پین وہیں رکھا اور اٹھ کر ایک نظر خود کو آئینے میں دیکھا۔آنسوؤں سے تر چہرہ سرخ رخسار۔۔ڈوپٹہ سر پر اوڑھتی

ہوئی وہ نیچے دادا اکبر کے کمرے کی جانب بڑھی۔سب کچھ ویسا ہی تھا جیسا وہ چھوڑ کر آئی تھی۔آنگن میں مرد بیٹھے ہوئے تھے اور دادا اکبر اندر کمرے میں تھے۔

اس کا چہرہ دیکھ کر سب سناٹے میں آ گئے۔اس نے کمرے میں دادا اکبر کو ہاتھوں میں سر تھامے دیکھا تو تکلیف سے دوہری ہو گئی۔نہیں وہ انہیں نا امید نہیں لوٹا سکتی تھی۔کم از کم اپنے دادا کو نہیں۔۔

"میں آپ کی بات مانوں گی۔"اس نے تیزی سے کہا۔شاداب کے چہرے پر بل نمودار ہوئے۔جانے ان کے دماغ میں کیا چل رہا تھا۔

"کامل۔"اکبر دادا کی خوشی سے بھری آواز ابھری۔سلیم نے ماتھے پر ہاتھ مار کر بے بسی سے ماہ کامل کو دیکھا اور وہاں سے اٹھ کر باہر نکل گیا۔

خوبصورت چہرہ آنسوؤں سے پھیکا پڑ گیا تھا۔اس نے گردن موڑ کر شاداب کو دیکھا جن کی آنکھیں پھٹی ہوئی تھیں۔

ماہ کامل کی آنکھوں میں شکوہ تھا۔۔ناراضگی تھی۔

وہ اس بار بھی بے بس ہو چکے تھے۔

بیٹی کے لیے کچھ نہ کہہ سکے۔

---★★★---

الارم کی آواز پر سراقہ کی آنکھ کھلی تھیں۔یہ الارم اسے ہمیشہ برے لگتے تھے مگر انہیں لگانا بھی ایک مجبوری تھا۔آنکھ کھلی تو ارد گرد نگاہ بھی پڑی۔کمرے کی کھڑکی کھلی ہوئی تھی۔

اس نے یکدم ہی دانت پیسے۔

حالانکہ رات میں سونے سے قبل جب جہاندار اس کے کمرے میں بیٹھا اس کے لیپ ٹاپ پر کام کر رہا تھا' سراقہ نے اسے تاکید کی تھی کہ کمرے سے جانے سے پہلے یہ کھڑکی بند کر جائے۔ مگر وہ حد درجہ کا ڈھیٹ ثابت ہوا تھا۔

وارڈروب سے کپڑے نکالتے ہوئے اس نے خود کو ایک بار آئینے میں دیکھا۔ نیند میں ڈوبی آنکھیں اور بکھرے بال۔۔اب تو ویک اینڈ پر حویلی جا کر ہی سکون آنے والا تھا۔کام تو صرف شہر میں ہوتا تھا۔گہرے رنگ کا بھورا کوٹ نکال کر اس نے کرسی پر رکھا اور شاور لے آیا۔

گھڑی دس بجا رہی تھی۔ یہ گھر دادا اخگر نے حویلی والوں کے لیے ہی بنایا تھا تاکہ جب وہ شہر آئیں تو یہاں قیام کر سکیں۔ لیکن چند سالوں سے اس گھر کی چابیاں سراقہ کیہان کے پاس تھیں کیونکہ آفس کے سلسلے میں صرف وہی شہر میں رہا کرتا تھا۔اپنی پسند کے مطابق سیٹنگ تبدیل کرنا اور گھر میں بے شمار نئی چیزوں کا اضافہ کرنا اس کا نیا مشغلہ تھا۔

"جہاندار!"گھمبیر آواز میں پکارتے ہوئے اس نے اپنے بالوں میں برش پھیرا۔اس کے کمرے کے سامنے جہاندار کا کمرہ تھا اور چونکہ اس کا دروازہ کھلا ہوا تھا تو اسے یوں آواز دے کر اٹھانا مناسب سمجھا تھا۔

"بارہ بجے میٹنگ ہے یار۔ تم نے پریزنٹیشن تیار کی؟"ہاں مگر اسے آواز ہی کہاں جا رہی تھی۔رات تین بجے تک پریزنٹیشن تیار کر کے جو سویا تو اب تک سویا ہی پڑا تھا۔

کوٹ پہنتے ہوئے اس نے پرفیوم خود پر چھڑکا۔گاڑی کی چابی اٹھاتے ہوئے اب وہ جہاندار کے کمرے کا رخ کر رہا تھا۔اتنی ٹھنڈ میں پنکھا پوری رفتار سے چل رہا تھا۔

"جہاندار۔"اس نے دوبارہ پکارا اور ساتھ ہی کمر پر کہنی ماری۔کراہنے کی آواز کے ساتھ اوندھا لیٹا جہاندار سرعت سے سیدھا ہوا۔

"تمہارے دماغ میں ہڈی ہے کیا؟" وہ یکدم ہی تکلیف اور غصے سے دھاڑا۔

"دس بج رہے ہیں اور بارہ بجے میٹنگ ہے۔اب کی بار اگر تم نے میٹنگ اٹینڈ نہیں کی تو میں دادا اخگر کو بتاؤں گا کہ آپ کا یہ پوتا ناہنجار ہے۔ کس منہ سے رخصتی مانگو گے پھر؟" وہ سنجیدہ سپاٹ لہجے میں دھمکی دیتا ہوا بولا۔

"بارہ بجے میٹنگ؟؟ تم نے کل ہی اسٹاف کو دو بجے کا کہا تھا۔" وہ ششدر ہوتا ہوا اٹھ بیٹھا۔

"ہاں مگر شام میں کچھ گیسٹ آرہے ہیں۔اس لیے میٹنگ کے اوقات تبدیل کر لیے تھے۔" اس نے جہاندار کی سائیڈ میز سے اپنا لیپ ٹاپ اٹھایا۔ "اور ہاں! حویلی سے اپنا لیپ ٹاپ لے کر آنا چاہئیے تھا۔" کڑی نگاہ ڈالتے ہوئے وہ باہر کی جانب بڑھنے لگا تھا جب جہاندار کی آواز آئی۔

www.novelsclubb.com

"یہ بھی ٹھیک ہے کہ تم اپنی مرضی سے چلتے ہو۔" اس نے دراز کھول کر سگریٹ کا ڈبہ نکالا۔

سراقہ جو باہر نکل رہا تھا' اسے سگریٹ کا ڈبہ نکالتا دیکھ کر دوبارہ پلٹا۔ڈبہ اس کے ہاتھ سے چھین کر اپنی جیب میں ڈال لیا۔

"سگریٹ بھی اپنی لانی چاہیئے تھی۔" پھر وہی ایک گھوری۔۔ جہاندار اسے دیکھتا رہ گیا۔ اسے ہمیشہ جہاندار کا یوں تاخیر سے اٹھنا غصہ دلاتا تھا اور یہ وہی غصہ تھا جس پر جہاندار صرف اس کا چہرہ دیکھتا رہ گیا تھا۔

---★★★---

زینوں پر بیٹھتے ہوئے اس نے نیلوفر کو دیکھا جو فیروزاں سے پودوں کو پانی ڈلوا رہی تھیں۔یہ آنگن نیلوفر نے دادا اکبر کی خواہش پر سجایا تھا۔انہیں پیڑ پودوں سے کافی لگاؤ تھا۔ ہلکی ہلکی ہوا اس کے گیلے بالوں کو خشک کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ماہ کامل اپنی ہتھیلی کی لکیروں کو دیکھنے لگی۔بدر عالم ابھی تک بے خبر تھا اور وہ اس خوف میں مبتلا تھی کہ اسے کیسے بتائے۔

سلیم نے بتایا تھا کہ دادا اخگر' سراقہ اور باقی لوگوں کو لے کر اتوار کے روز آنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

وہ مکمل خاموش ہو چکی تھی۔۔حالانکہ دن چڑھ آیا تھا مگر اس نے بدر عالم کو ناشتے کا بھی نہیں پوچھا تھا۔

"تم خوش ہو ناماہ کامل ؟"نیلوفر کی آواز نے اسے سر اٹھانے پر مجبور کیا۔وہ یک ٹک ان کا چہرہ تکنے لگی۔

"مجھ سے پوچھ رہی ہیں نیلی ؟"اس کا خالی خالی سا لہجہ نیلوفر کو خاموش کروا گیا۔

"بدر عالم کو بھی بتادو۔"انہوں نے اسے مشورہ دیا۔

سب سے زیادہ تکلیف دینے والی بات ہی یہی تھی کہ وہ بدر عالم سے دور ہو رہی تھی۔

دادا اکبر بدر عالم کو اسی حویلی میں رکھنے والے تھے۔وہ اٹھ کر اپنے کمرے میں چلی گئی تاکہ ان سوالات سے چھٹکارا پا کر کچھ دیر کے لیے سکون حاصل کر سکے۔

www.novelsclubb.com

---★★★---

موبائل پر آتی کال نے اسے اس بار واقعی جھنجھلا دیا۔اسکرین پر چمکتا ماں کا نام دیکھ کر اس نے موبائل کی اسکرین بند کر دی۔میٹنگ کے درمیان یوں کال اٹھانا اسے سخت ناپسند

تھا۔وہ یہ بھی جانتا تھا کہ اسے کال کیوں کی جارہی ہے اور اگر اس نے یہ کال اٹھالی تو یقیناً اسے ماں کو سنبھالنا مشکل ہو جائے گا۔

سلائیڈز کے ذریعے اپنی بات سمجھاتا جہاندار پر جوش کھڑا تھا۔۔کچھ جوش اس لیے بھی تھا کیونکہ میٹنگ کے اختتام پر اسے جانان سے ملنا بھی تھا۔

"تھینک یوں جہاندار قیس۔۔"مینجر کی آواز ابھری تھی اور اب وہ تمام لوگ سراقہ کے بولنے کا انتظار کر رہے تھے۔گویا تقریر کا اختتام ہوا۔

"ہم ان ڈیلز پر بعد میں غور کریں گے۔مسٹر فرحت!جو ڈیل ہماری اشتیاق صاحب کے ساتھ تھی'وہ فائل میرے روم میں پہنچادیں۔"اسٹاف میٹنگ روم سے باہر نکلنے لگا۔مسٹر فرحت حکم مانتے ہوئے باہر نکل گئے۔سراقہ نے کنارے سے جہاندار کو فرار ہوتے دیکھا تو مسکرادیا۔

www.novelsclubb.com

"تم کہاں جارہے ہو؟"

"بیوی سے ملنے جارہاہوں۔"اسے اشارہ کرتے ہوئے وہ تیزی سے میٹنگ روم سے باہر نکل گیا۔سراقہ نے سر جھٹکتے ہوئے موبائل آن کیا اور ماں کو کال ملائی۔

"ہیلو؟" دوسری جانب غصے سے آواز ابھری۔

"میٹنگ چل رہی تھی امی اور میں جانتا ہوں کہ آپ کیا کہنا چاہتی ہیں۔ ویک اینڈ پر آرہا ہوں حویلی پھر بات کریں گے۔" اس نے بمشکل آبرو کو کچھ کہنے سے روکا تو وہ بالآخر ٹھہر گئیں۔۔

"مگر میں بتا رہی ہوں کہ ایسا نہیں ہو سکتا سراقہ!" انہوں نے کلس کر کہا۔

"میں حویلی آکر بات کروں گا۔" ابھی اس معاملے میں پڑنا یعنی آبیل مجھے مار۔۔ شہر میں گزارا ہوا وقت بھلے سے کام کی وجہ سے مصروف اور تھکاوٹ بھرا گزرتا ہے مگر یہ تھکاوٹ صرف جسمانی ہوتی ہے۔۔ ذہنی نہیں۔۔ حویلی اور اس کے مسلوں نے سراقہ کا دل شہر میں لگا دیا تھا۔ کم از کم اس کو دماغی سکون تو میسر تھا۔

یہ حویلی کے معاملات اسے ہمیشہ چڑنے پر مجبور کر دیتے تھے۔

---★★★---

ہاسٹل کے کیفیٹیریا میں بیٹھا جہاندار ارد گرد نگاہیں دوڑا رہا تھا۔ گھڑی ڈھائی بجا رہی تھی۔ کیفیٹیریا میں اکا دکا لوگ تھے جو دور دور بیٹھے تھے۔ جہاندار نے اسے کال ملانے کے

موبائل نکالا ہی تھا کہ وہ اسے دور سے آتی ہوئی نظر آئی۔ سانولا رنگ سب کی توجہ کھینچتا تھا۔ لبوں پر مسکراہٹ خود ہی پھیلتی چلی گئی۔

"اسلام علیکم۔" لبوں پر جیسے مسکراہٹ چپکی ہی رہ گئی۔ جہاندار کی نگاہیں اس کے چہرے پر ہی تھم چکی تھیں۔ وہ اسے انہماک سے دیکھ رہا تھا۔

"وعلیکم السلام!" اس نے ہاتھ آگے بڑھایا تو جانان نے ہلکا شرماتے ہوئے تھام لیا۔ شرم اتنی کہ کھلکھلا دی۔

"ایسے انداز اپناؤ گی تو یہاں سے میرا جانا مشکل ہو جائے گا۔" گھمبیر آواز میں بے پناہ محبت تھی۔ جانان نے اپنا سر پر ڈوپٹہ درست کیا۔ اس کی بات پر وہ ایک بار پھر سے ہنس دی۔۔ اس کی ہنسی میں جہاندار کو زندگی دکھتی تھی۔ شوخ چنچل اور ہنس مکھ سی لڑکی۔

"یہ سوٹ آپ پر بہت اچھا لگ رہا ہے۔" جانان اب اس کی ڈریسنگ پر غور کر رہی تھی۔ سیاہ سوٹ پر سیاہ ٹائی۔۔ بال سلیقے سے بنے ہوئے تھے۔ ہاتھوں میں ایک گھڑی اور لبوں پر مسکراہٹ سجی۔ اسے اپنی قسمت پر رشک ہوا۔

"آفس سے آ رہا ہوں۔ میٹنگ میں سر کھپا کر سیدھا تمہارے پاس چلا آیا۔"

"میری محبت کھینچ لائی آپ کو؟" لہجہ شریر ہوا تو وہ ہنس پڑا۔

"تمہاری ہی تو محبت کھینچ لاتی ہے جانان۔" اس نے بیوی کا ہاتھ پکڑا تو جانان نے نگاہیں نیچی کر لیں۔

"جہاندار۔" آواز دھیمی ہو گئی۔

جہاندار مسکرایا۔

"نام لیتی ہو یا جان؟ میں تمہارے سامنے بے بس کیوں ہو جاتا ہوں؟" وہ اب اسے سے پوچھ رہا تھا۔ پیشانی پر بے بسی کی لکیریں تھیں۔

"شاید اس لیے کیونکہ آپ کو مجھ سے محبت ہے۔" وہ جھجکی تو جہاندار مبہم سا مسکرایا۔

"مجھے تم سے بے پناہ محبت ہے۔۔ شاید اسی لیے ان پانچ سالوں میں 'میں نے اپنا مزاج کافی خوشگوار پایا ہے۔ تمہارا خیال میرا دل کا حال خوبصورت کر دیتا ہے۔" اس کی انگلی میں موجود انگھوٹی کو وہ بے حد آرام سے اتارتے ہوئے بولا۔

"سلیم کہتا ہے کہ جہاندار قیس بہت غصے والا ہے۔ اس سے کبھی بحث مت کرنا۔" اس نے ہنستے ہوئے بتایا تو جہاندار کا قہقہہ چھوٹا۔

www.novelsclubb.com

"سلیم بابو سے کہو جہاندار قیس اپنا دل اپنی بیوی کے قدموں میں رکھتا ہے۔اب بھلا جس کے قدموں میں جہاندار کا دل ہو' جہاندار کیسے اس پر غصہ کر سکتا ہے؟"اس کی آنکھوں میں جانان کو ڈھیروں محبت ملی تھی۔

"آپ واقعی مجھ سے اتنی محبت کرتے ہیں؟" کبھی کبھی واقعی اسے یقین نہیں آتا تھا۔کسی کو بھلا اتنی ٹوٹ کر محبت کیسے ہو سکتی تھی؟

"میں خود بھی نہیں جانتا میں تم سے کتنی محبت کرتا ہوں جانان۔"

"نکاح کے چھ ماہ تک مجھے لگتا تھا کہ شاید میں ہی آپ کو پسند کرتی ہوں لیکن پھر جب پہلی بار آپ کا خط آیا تو یقین ہو گیا کہ اس سفر میں آپ بھی میرے ساتھ ہیں۔" گھنی لمبی پلکیں جھک گئی تھیں۔

"مجھے تو تم سے ہی محبت تھی اور اگر دادا نکاح نہ کرواتے تو بھی میں تم سے ہی نکاح کرنے کی خواہش کرتا۔میں تمہارے لیے کچھ لایا ہوں۔"اس نے کہتے ساتھ کوٹ کی جیب سے انگوٹھی نکالی۔جانان نے مسکراہٹ دبانے کے لیے لب بھینچ لیے۔جس انگلی سے جہاندار نے انگھوٹی نکالی تھی اسی انگلی میں جہاندار اسے اپنی دی ہوئی انگھوٹی پہنائی۔

"ان خالی ہاتھوں میں صرف میری دی ہوئی انگھوٹی جچتی ہے جانِ جاناں۔" اس نے جانان کی پرانی انگھوٹی میز پر رکھی۔

"یہ بہت خوبصورت ہے۔" انگھوٹی پر چمکتا موتی اسے بے پناہ بھایا۔

"میری محبت کی طرح؟"

"ہاں۔۔آپ کی محبت کی طرح۔" اس کی محبت کا سحر چلا تھا اور وہ اس کے خوبصورت انداز و بیان میں کھو گئی تھی۔

---★★★---

اسے نہیں یاد کہ کب اس کی آنکھ لگی مگر نیند کسی شور سے ٹوٹی تھی۔اس نے گھبرا کر تیزی سے ڈوپٹہ پکڑا اور کھڑکی سے باہر جھانکنے بڑھی۔آنگن میں نیلوفر کے سجائے پودے سب ٹوٹے ہوئے تھے اور بدر عالم جنونی ہوتے ہوئے اب انہیں اٹھا کر دیوار پر مار تھا۔شہاب اور سلیم اسے روکنے کی بھرپور کوششوں میں تھے مگر وہ قابو سے باہر تھا۔ماہ کامل نے بوکھلاتے ہوئے نیچے کی جانب دوڑ لگائی۔

"ٹھہر جاؤ۔"اس نے بمشکل اس کا ہازو پکڑا جو بار بار اس سے چھوٹ رہا تھا۔بدر عالم نے جھٹکا دے کر ہاتھ چھڑانا چاہا مگر یکدم ہی اس کا جسم ڈھیلا پڑ گیا۔اس نے پلٹ کر بہن کو دیکھا جو اسے نم ہوتی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی۔

"بدر عالم۔"شاداب اسے پکارتے ہوئے قریب آئے تو بدر نے جھٹکے سے خود کو ماہی کے ساتھ پیچھے کیا۔شاداب وہیں ٹھہر گئے۔وہ انہیں سرخ آنکھیں پھاڑ کر دیکھ رہا تھا جیسے قریب نہ آنے دینا چاہتا ہو۔

"میں پہلے ہی بہت تھکی ہوئی ہوں۔مجھے مزید مت ستاؤ بدر۔"اس کی آنکھوں میں ڈھیروں آنسو تھے۔حالات نے اسے بری طرح تھکا دیا تھا۔سختی سے ہاتھ اس کی گرفت سے نکالتی ہوئی وہ لب بھینچ گئی۔بدر عالم نے اسے حیرانی سے دیکھا۔یکدم ہی غصہ بڑھا اور اس نے پاؤں مار کر ایک گملہ اور توڑ دیا۔

www.novelsclubb.com

"بدر عالم!"وہ چیخی۔تیور چڑھے ہوئے تھے۔ماحول میں سناٹا چھا گیا۔بدر نے پلٹ کر اسے بگڑتے ہوئے دیکھا۔

"دادا اکبر جو چاہتے ہیں بس وہی ہو گا۔ تمہاری عقل میں یہ بات جلد ہی آ جائے تو بہتر رہے گا۔ کمرے میں جاؤ!" اس نے اندر جانے کا اشارہ دیا۔ شاداب نے ٹھٹھک کر بیٹے کو دیکھا جو بے یقینی سے ماہ کامل کو دیکھ رہا تھا۔

"ابھی فوراً۔" وہ اسے مزید تماشہ نہیں بنانے دینا چاہتی تھی اس لیے بلند آواز میں بولی۔

بدر نے اسے دیکھا اور پاؤں پٹختے ہوئے اندر بڑھ گیا۔

ماہ کامل سسکیاں بھرتی وہیں گھاس پر بیٹھ گئی۔ دماغ جھنجھنایا ہوا تھا۔ وہ اس قدر تھک چکی تھی کہ آج یوں پہلی بار کمرے سے باہر لوگوں کے آگے رو رہی تھی۔ شاداب کا دل کسی نے مٹھی میں جکڑا تو وہ اس کے پاس آ گئے۔

"ماہ۔" انہوں نے دھیرے سے ابھی اسے پکارا ہی تھا کہ ماہ کامل نے گھٹنوں سے سر اٹھایا۔ ایک نظر انہیں دیکھا اور تیزی سے اٹھ کر اندر بھاگ گئی۔ ایک گھٹنے پر بیٹھے شاداب وہیں بیٹھے رہ گئے۔ ان کی اولادیں آج ان سے صحیح معنوں میں دور تھیں۔

---★★★---

"ہم نے ساری بات پہلے ہی کرلی ہے۔اب کی بار نکاح کر کے غلطی نہیں کرنا چاہتے۔ ساتھ رخصتی بھی ہو گی اگلے ہفتے۔۔ کل کے لیے خاص اہتمام رکھو۔ماہ کامل کو انگھوٹی بھی پہنانی ہے۔" دادا اخگر حکم کر رہے تھے اوران کے پیچھے کھڑی آبرو بیٹے کو غصہ اور چڑ چڑے پن سے گھور رہی تھیں۔ سراقہ نے آنکھوں ہی آنکھوں میں انہیں ٹھہرنے کا کہا اور دادا اخگر کو سننے لگا۔

"میرا جانا ضروری ہے ؟"اس نے پیشانی الجھائی تھی اور دادا نے بھنویں اچکائی تھیں۔

"نہیں پوتے بلکل بھی نہیں۔۔ تم سے غائبانہ نکاح بھی کروادیں گے۔" کہتے کہتے آخر میں برہم ہوئے۔ سراقہ نے لب بھینچ لیے۔۔

"تیاری مکمل رکھنا۔آبرو اس کو تمہاری جگہ انگھوٹی پہنائے گی اور زینت مٹھائیوں کے ٹوکرے کا انتظام دیکھ رہی ہے۔" انہوں نے صرف فیصلہ سنایا تھا جسے سب نے سنا تھا۔ جہاندار نے زینت کو دیکھا جو آبرو کو دیکھ رہی تھیں۔

"اماں کیا سوچ رہی ہیں ؟"اس کی آواز ابھری۔

"نہیں کچھ خاص نہیں۔۔ تم دوبارہ شہر کب جاؤ گے ؟"زینت نے سر جھٹکا۔

"فالحال ابھی نہیں۔۔شاید پیر کے روز۔" سراقہ کا لیپ ٹاپ کھولتے ہوئے وہ ارد گرد سے بیگانہ ہوا البتہ اس نے سراقہ کو آبرو کے پیچھے جاتے دیکھا تھا۔

---★★★---

"تم میرے اکلوتے لڑکے ہو۔میں کیسے تمہاری شادی چندا کی لڑکی سے کروادوں؟" وہ اپنے بال پکڑنے تک کو آگئی تھیں اور سراقہ اپنے مزاج کے مطابق لب بھینچے کھڑا تھا۔

"میں خود ماہ کامل سے شادی رکھنے کی خواہش رکھتا ہوں کیا؟ لیکن دادا خگر کی بات ماننا میرے لیے سب سے زیادہ اہم ہے اور دوسری بات اس میں کوئی قباحت بھی نہیں۔آپ خواہ مخواہ چندا پھپھو کا ذکر کیوں نکال رہی ہیں؟" وہ جھلا ہی تو گیا۔گھمبیر بھاری آواز بلند ہوئی۔

"محبوب کے لیے حویلی سے بھاگی عورت کی بیٹی میں اپنی بہو کی صورت میں کبھی قبول نہیں کرسکتی۔" وہ پوری قوت سے چیخیں تو سراقہ نے تیزی سے ارد گرد دیکھا جہاں کوئی نہ تھا۔

"دھیرے بولیں دادا سن لیں گے۔" اس نے دانت پیسے۔

"ایک تمہارا باپ ہے جو سنتا نہیں اور ایک تم۔۔میں بتا رہی ہوں سراقہ! وہ لڑکی مجھے تیری بیوی کی صورت میں کبھی قبول نہیں ہو سکتی۔"آبرو کا انداز بپھرا ہوا تھا۔

"کسی کے کردار کی گواہی آپ دیں گی امی؟ ان سب باتوں کے درمیان آپ حقیقت کو یکثر جھٹلا گئی ہیں۔ بہرحال میں مزید اس موضوع پر بات نہیں کرنا چاہتا۔ دادا اا خگر جیسا چاہیں گے بس ویسا ہو گا۔آپ کو حقیقت تسلیم کرنی ہو گی۔"جینز کی جیب میں ہاتھ ڈالتے ہوئے وہ کندھے اچکا کر رہ گیا۔آبرو نے بے رخی سے منہ پھیر لیا مگر سراقہ رکے بغیر ہی پلٹ گیا۔وہ خود کو ان معمولی سی بیکار باتوں میں الجھانا نہیں چاہتا تھا۔

---★★★---

"آنگن کو بھی خوب سجانا۔"

"مردانے میں خوشبو کا چھڑکاؤ کرآؤ فیروزاں۔"

www.novelsclubb.com

اسے شاہانہ اور جہاں آرا کی تمام آوازیں آرہی تھیں۔ماہ کامل نے آنکھیں موند کر پین رکھا۔

"کاش جانان بھی ہوتی۔ماہ کامل کے اس اہم دن کے موقع پر خوب چہچہاتی پھرتی۔"

اسے نیلی کی بھی آواز آئی تھی۔

"ہیلو؟"ماہ کامل نے کال اٹھائی۔

"ماہ کامل۔" جانان کی آواز ابھری۔

"جانان۔۔"اس نے سرد آہ بھری۔

"کیسی ہو؟" بے معنی سی خاموشی چھائی ہوئی تھی۔وہ دونوں ہی جانتے تھے کہ آج کا دن کتنا اداس ہے۔

"کیسی ہوں گی؟"اس نے الٹا جانان سے پوچھا۔

"میں جانتی ہوں ماہ کامل۔میں ہمیشہ سے جانتی ہوں کہ تم اخگر حویلی کے لوگوں سے ملنا بھی نہیں چاہتی اور اب یوں شادی؟تم نے اتنی جلدی کیسے ہار مان لی؟"وہ اب اس سے پوچھ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"دادا اکبر کی محبتوں کا صلہ میں انکار کر کے دیتی جانان؟جب شہر سے گاؤں آئی'میرا خیال دادا اکبر نے ہی رکھا۔اپنی محبتیں مجھ پر اور میرے بھائی پر نچھاور کر دیں۔ان کی ایک چھوٹی سی بات تو مان ہی سکتی ہوں۔"اس نے سر جھکا لیا۔

"تم ٹھیک ہو؟"کافی دیر بعد ایک آواز ابھری۔

"شاید۔۔"اس نے کال رکھ دی۔

آج کل دل بہت حساس ہو چکا تھا۔

چھوٹی سی بات پر یوں آنکھوں میں آنسو کا آنا اسے خود بھی پسند نہیں رہا۔اسے محسوس ہوتا جیسے وہ بے بس ہو رہی ہو۔

ماہ کامل نے بدر کا سوچا جواب تک کمرے سے باہر نہیں آیا تھا۔

اس سے ملنے کے لیے ماہ کامل کو خود کو مضبوط کرنا تھا۔کہیں اس کے آنسو پر خود نہ رو پڑے۔

---★★★---

www.novelsclubb.com

اتوار کے روز دادا اکبر نے سب کو حویلی میں صبح ہی صبح اٹھا دیا تھا۔ماہ کامل جب نیچے آئی تو برآمدے کو پھولوں سے سجایا جا چکا تھا۔اس نے ایک نگاہ بدر عالم کے بند کمرے کے دروازے پر ڈالی اور سانس خارج کرتے ہوئے ناشتے کی میز پر بیٹھ گئی۔

"بھائی صاحب کی حویلی سے سب لوگ آرہے ہیں۔آج حویلی میں بہت رونق ہو گی۔"وہ خوشی سے پھولے نہ سمائے۔

ماہ کامل نے بدر عالم کی کمی واضح محسوس کی۔نجانے اس نے رات کچھ کھایا بھی تھا یا نہیں۔۔اس کے اشاروں کی زبان تو صرف ماہ کامل جانتی تھی۔

"بدر کہاں ہے؟"اس نے اکبر دادا کو پوچھتے سنا۔

"کمرے میں ہے ابا میاں۔کل کے بعد سے باہر ہی نہیں آیا۔ہم سب ہی پریشان ہیں۔" نیلی پریشانی سے گویا ہوئی۔

کیا مطلب؟کسی نے اس کے کمرے کا دروازہ نہیں کھٹکھٹایا؟"وہ ٹھٹکے۔"ہمیں لگا تھا کہ" "ناراضگی وقتی ہے۔وہ ٹھیک ہو جائے گا۔

www.novelsclubb.com

"آپ جانتے ہی ہیں وہ ماہ کامل کے علاوہ کسی کی سنتا ہی نہیں۔"

"کامل؟"دادا نے حیرت سے اس دیکھا جیسے کہہ رہے ہوں کہ تم نے اس کو پوچھا نہیں۔

"رہنے دیں اسے تنہا۔چند دن کوئی نہیں پوچھے گا تو عقل ٹھکانے پر آجائے گی۔"وہ اپنے سامنے رکھی خالی پلیٹ کو دیکھ رہی تھی۔لہجہ سخت نہیں تھا تو نرم بھی نہیں تھا۔

"مگر بیٹا ایسے کیسے ؟" "انہیں بدر کے لیے برا لگا۔ "کیا چاہتا ہے وہ؟"

"ابا میاں وہ ماہ کامل کی سراقہ سے شادی پر بھڑکا ہوا ہے۔ اخگر حویلی کے تعلقات نے اسے مزید غصہ دلا دیا ہے۔" اس بار نیلی نے سمجھایا تو دادا خاموش ہو گئے۔ گویا اس موضوع پر وہ بات کر کے بدر کی بات نہیں مان سکتے تھے۔

ماہ کامل نے ایک نگاہ ان پر ڈالی اور بے دلی سے ناشتے کی جانب متوجہ ہوئی۔

---★★★---

"مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا۔" برش بالوں میں پھیرتے ہوئے اس نے جہاندار کو دیکھا۔

"کیا سمجھ نہیں آرہا؟ ہینڈسم تو لگ رہے ہو۔" جہاندار شاید اس کی بات سمجھا نہیں تھا۔ میز کی دراز سے گھڑی نکالتے ہوئے اس نے کلائی میں باندھی۔

www.novelsclubb.com

"میں اچھا لگنے کی بات نہیں کر رہا جہاندار۔ مجھے سمجھ نہیں آرہا کہ میرا یوں اس سے شادی کرنے کے لیے حامی بھرنا ٹھیک تھا یا نہیں؟ اگر دادا' چندا پھپھی کی بات نہ کرتے تو میں شاید کبھی نہیں مانتا۔" اس نے پریشانی سے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔

تم نے ماہ کامل کو دیکھا ہے۔اس میں ایسی کوئی بات نہیں جس کے لیے اسے رجیکٹ کیا جائے۔"

"یہ بات نہیں ہوتی۔انسان کا خوبصورت ہونا ہی صرف معنی نہیں رکھتا یار۔میں نے اسے یوں پہلی بار دیکھا، پہلی ملاقات پر۔۔اور دوسری ملاقات پر منگنی؟میں شادی کے لیے تیار بھی نہیں ہوں اور دادا کا کہنا کہ اگلے ہی ہفتے نہ صرف وہ میرا نکاح کروانے والے ہیں بلکہ اس دن ماہ کامل رخصت ہو کر آجائے گی۔میں ذہنی طور پر بلکل تیار نہیں ہوں اس شادی کے لیے جہاندار۔۔میرے دل میں اس کے لیے کچھ نہیں ہے۔ذرا بھی نہیں۔۔کیسے چلے گا یہ رشتہ مگر مجھے خوف ہے۔مجھے رشتوں کے ٹوٹنے سے خوف محسوس ہوتا ہے۔رشتوں کا ٹوٹنا مجھے ہمیشہ سے خوف دلاتا ہے۔" وہ اس وقت الجھا ہوا تھا۔جہاندار نے اسے بغور دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"تمہیں نہیں لگتا کہ تم بہت زیادہ سوچ رہے ہو؟"

سراقہ نے گہری سانس خارج کی۔

"اب سب کو یہی لگتا رہے گا کہ سراقہ کیہان زیادہ سوچ رہا ہے۔" برش میز پر پٹخنے کے انداز میں رکھتے ہوئے اس نے ایک آخری بار خود کو آئینے میں دیکھا۔

"رشتہ ٹوٹنے کا خوف کسے نہیں ہوتا سراقہ! مجھے بھی ہے اور اسی لیے تو میں بس جانان کو رخصت کروا کر اپنے پاس لانا چاہتا ہوں۔ کل کو پھر کوئی فساد کھڑا ہو گا اور ہمارے درمیان پھر کئی سالوں کی دوریاں آجائیں گی۔۔ مگر جانان ابھی اپنی پڑھائی مکمل کرنا چاہتی ہے اور ایک یہی وجہ ہے کہ میں خاموش ہوں۔ایک بار اس کے امتحانات ہو جائیں، میں مزید اسے خود سے دور نہیں رہنے دوں گا۔" اس بار جہاندار کے جواب میں سراقہ کچھ نہ بولا تھا۔ سنگھار میز پر دونوں ہاتھ رکھ وہ کچھ کمر کو جھکائے خود کو آئینے میں دیکھ رہا تھا۔

"حالات ٹھیک ہی رہیں گے سراقہ۔۔ تم پریشان مت ہو۔" اس نے سراقہ کی کمر تھپتھپائی۔

www.novelsclubb.com

"تم جانتے ہو اسے اخگر حویلی نہیں پسند۔۔ اسے یہاں کے لوگوں سے نفرت ہو گی جہاندار۔" سراقہ نے لب بھینچ لیے۔

"تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ اسے 'نفرت' ہو گی؟"

"نفرت نہ سہی لیکن ناراضگی تو ہو گی۔اپنی ماں کے حوالے سے اسے اخگر حویلی کے لوگوں سے شکوے تو ہوں گے۔وہ کیسے نبھائے گی اس رشتے کو۔۔اور سب سے بڑی یہ بات کہ 'میں' کیسے نبھاؤں گا؟میرے دل میں اس کے لیے کوئی جذبات ہی نہیں جہاندار۔مجھے اس کے لیے کچھ بھی محسوس نہیں ہو رہا۔بہر حال ان سب باتوں کا اب واقعی کوئی فائدہ نہیں۔۔اس وقت نہ دادا اخگر میری سنیں گے اور نہ میں انہیں آخری وقت پر منع کر کے اداس کرنے والا ہوں۔" پیشانی پر بل پھیلے ہوئے تھے۔وہ موبائل اٹھاتا ہوا باہر نکل گیا۔جہاندار نے کچھ سوچتے ہوئے خود کو آئینے میں دیکھا۔گہرے رنگ کا بھورا کرتا اس پر بہت بھلا معلوم ہو رہا تھا۔ہلکی ہلکی شیو اور آنکھوں میں ایک چمک سی تھی۔بھرے بازو پر ہاتھ پھیرتے ہوئے اس نے ابھرے ہوئے مسلز محسوس کیے اور کسی کو سوچ کر بے ساختہ مسکرا دیا۔وہی لڑکی جس نے اس کی زندگی میں رنگ بھرے تھے'اس سے اب سانسوں کی ڈور بندھ گئی تھی۔وہ اب اس کی جدائی کا سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔۔اب سب کچھ ناممکن تھا۔

---★★★---

"ماہ کامل پر ہلکے رنگ بہت خوبصورت لگتے ہیں۔" نیلی نے اسے ہلکے رنگ کی گلابی فراک میں دیکھا تو بے ساختہ بول اٹھی۔

"اپنی ادیبہ بڑی پیاری ہے۔" اس نے جہاں آرا کو کہتے سنا۔ اسے ہلکے رنگ کی لپ اسٹک لگاتے ہوئے فیروزاں نے اسے آخری بار دیکھا تھا۔

"آپ تو نیلوفر باجی سے بھی کافی مشابہت رکھتی ہیں۔"

"میری بھانجی ہے مگر یہ مجھ سے زیادہ اپنی ماں جیسی دکھتی ہے۔ جانتی ہو ماہ کامل! مجھے ایسا لگ رہا جیسے میں چندا کو دیکھ رہی ہوں۔" انہوں نے یہ بات جہاں آرا کی ناموجودگی میں کہی۔ ماہ کامل نے پلکیں اٹھا کر انہیں دیکھا۔ "کیہان بھائی کی شادی پر اس نے تمہاری طرح ہلکے رنگ کا گلابی جوڑا پہنا تھا اور آج جب میں تمہیں دیکھ رہی ہوں تو خیال آرہا ہے کہ جیسے تم ہی چندا ہو۔ نازک سی چندا۔۔ خوبصورت سی چندا۔۔" انہوں نے اس کی کلائیوں میں چوڑیاں ڈالیں۔ ماہ کامل کا چہرہ مزید سنجیدہ ہوا۔

www.novelsclubb.com

چندا جتنی پیاری تھی، زمانے نے اس کے ساتھ اتنا ہی برا کیا تھا۔

کھڑکی سے آتے شور نے اسے اخگر دادا کے آجانے کی نوید سنائی۔ نیلوفر چمکتی آنکھوں سے نیچے چلی گئیں۔

"آپ کچھ کیوں نہیں کہتیں؟" فیروزاں نے اس کی چپ کو واضح محسوس کیا۔

"میں خاموش ہی اچھی ہوں۔" بھلا وہ اور کیا ہی کہتی۔۔

"بہر حال میں نیچے جا رہی ہوں۔ باورچی خانے میں میری ضرورت ہو گی۔" اس نے پیروں میں چپل پہنتے ہوئے نیچے کا رخ کیا تو ماہ کامل آنکھیں موند کر رہ گئی۔

---★★★---

اس نے پہلی بار دادا اخگر کو اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھا تھا۔ دونوں بھائیوں میں کافی مشابہت تھی البتہ دادا اخگر کے بال زیادہ سفید تھے۔ اس نے آج جہاندار کو بھی دیکھا جو اپنے بھائی جیسے کزن کے اتنے بڑے موقع پر بے انتہا خوش نظر آرہا تھا۔ اس نے سراقہ کو اس وقت دیکھا تھا جب وہ آنگن سے گزر کر ڈرائینگ روم میں جا رہا تھا۔ جانے کیسے نظر بھٹک کر اس تک پہنچی۔ اس کا چہرہ سنجیدہ اور کسی بھی تاثر سے خالی تھا۔ ماہ کامل کو اپنی ذات ایک بار پھر ویران ہوتی محسوس ہوئی۔

عجیب بات یہ تھی کہ اس نے دادا اخگر کو جانان کے نکاح پر بھی نہیں دیکھا تھا۔آج سے قبل وہ جب جب حویلی آئے'ماہ کامل کمرے میں ہی ٹھہرا کرتی تھی۔

اس نے سراقہ کی ماں کو بھی دیکھا جن کی بھنویں چڑھی ہوئی تھیں اور جن کو دیکھ کر شاداب کا چہرہ سخت ہوا تھا۔اندر کے رازوں سے وہ ہمیشہ لاعلم ہی رہی تھی اور وہ یہ بات بھی خوب جانتی تھی۔

"انگھوٹی تم پہنادو زینت۔میرے سر میں کافی درد ہو رہا ہے۔"ان کی آواز مردانے تک گئی تھی۔جہاں زینت ان کی بات سے بوکھلائیں وہیں مردانے میں بیٹھے مرد بھی ٹھٹھکے۔ سراقہ نے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں آپس میں جکڑ کر پردے کو دیکھا جس کے پار خواتین بیٹھی تھیں۔بھلا امی کو یہ سب کرنے کی کیا ضرورت تھی؟

دادا اخگر نے غصے سے سراقہ کو اشارہ کیا جیسے کہہ رہے ہو یہ سب کیا ہو رہا ہے۔اکبر حویلی کے مردوں پر خاموشی طاری تھی۔یکدم ہی سراقہ سب کی موجودگی میں صوفے سے اٹھا اور تیزی سے چلتا باہر نکل گیا۔

لاؤنج کے دروازے پر کھٹکا ہوا۔نیلی نے آہستگی سے دروازہ کھول کر آنے والے کو دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"مجھے امی سے بات کرنی ہے۔" انداز سپاٹ تھا۔

"کہو۔" آبرو نے صوفے پر بیٹھے بیٹھے جواب دیا۔

"باہر آئیں۔۔"

یہ سب کوئی بڑی بات نہیں تھی۔ آبرو کے رویے سے دونوں حویلی والے آشنا تھے۔ زینت نے پیار سے ماہ کامل کو دیکھا جو معاملہ سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"تم تو بہت زیادہ پیاری لگ رہی ہو۔" اس کی ٹھوڑی پکڑتے ہوئے وہ مسکرا کر بولیں۔

ماہ کامل رسماً سا مسکرائی۔

"تم آبرو بھابھی کی بات کا برا مت ماننا۔"

اب کی بار وہ خاموش ہی رہی تھی۔ ماحول میں دبیز خاموشی چھا گئی۔ نجانے باہر کیا ہو رہا تھا۔

---★★★---

"کیا کر رہی ہیں آپ یہ؟" اس نے ناچاہتے ہوئے دانت پیسے۔

www.novelsclubb.com

"کیا کر رہی ہوں؟" آبرو نے کندھے اچکائے تھے۔اس وقت وہ ایک ضدی عورت معلوم ہو رہی تھیں۔

"انگھوٹی آپ پہنائیں گی۔" گویا یہ ایک آخری فیصلہ تھا۔

"میں نہیں پہناؤں گی اس کی بیٹی کو انگھوٹی۔اس رشتے کو میں قبول ہی نہیں کرتی۔" اب کی بار وہ بھی غصے سے ہی بولی تھیں۔

"دادا اخگر کا حکم ٹالیں گی؟"

"ایسا برتاؤ کیوں کر رہے ہو جیسے تم بھی ماہ کامل کو اپنانے پر راضی ہو؟" لہجہ طنزیہ ہوا تو سراقہ نے خود پر ضبط کرنے کے لیے مٹھیاں بھینچیں۔

راضی ہوں اسی لئے حامی بھری تھی۔بات مت بڑھائیں امی۔زینت چچی سے انگھوٹی" "لے کر اسے پہنائیں۔

www.novelsclubb.com

آبرو نے سختی سے اسے دیکھا اور غصے سے اندر بڑھ گئیں۔سراقہ نے گہری سانس خارج کر کے خود کو تھوڑا سکون بخشا تھا۔کنپٹی کی ابھری رگوں کو ہلکا دباتا ہوا وہ مردانے میں بڑھ گیا۔

---★★★---

"سراقہ چاہتا ہے انگھوٹی میں ہی پہناؤں۔" مصنوعی انداز میں ہنستے ہوئے انہوں نے ماہ کامل کی انگلی میں انگھوٹی ڈالی۔ نیلوفر خاموش رہی۔ مبارک کا ایک چھوٹا سا سلسلہ رہا۔

"خوبصورت تو ہو تم۔۔ بلکل اپنی ماں کی طرح۔" یہ آواز صرف ماہ کامل ہی سن سکتی تھی۔ اس نے آبرو کا چہرہ بغور دیکھا تھا جیسے تاثرات جانچ رہی ہو۔ اسے وہ لہجہ عام سا نہ لگا۔

"چندا بھی ایسی ہی تھی۔ ماں تو یاد ہو گی تمہیں؟"

کیا یہ لہجہ کاٹ دار تھا؟ ماہ کامل سوچ کر رہ گئی۔

"خوبصورت چہرے عیبوں پر پردہ نہیں رکھ پاتے۔ ویسے بیٹیاں اپنی ماؤں پر ہی جاتی ہیں۔" لہجہ طنزیہ تھا جو ماہ کامل کو دل پر محسوس ہوا۔ وہ اٹھتے ہوئے خود باہر لان میں نکل آئی۔ اندر ماحول میں گھٹتا دم اس کی بے چینی میں اضافہ کر رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

لان کی بینچ پر بیٹھتے ہوئے اس نے انگلی میں پہنی انگھوٹی دیکھی جس کا چمکتا موتی اسے مستقبل سے خوف دلانے لگا۔

گلابی رنگ کا ڈوپٹہ اس کے سر پر تھا۔ ہلکا ہلکا میک اپ اور لپ اسٹک اس کی خوبصورتی مزید بڑھا رہی تھی۔ ہونٹ کے اوپر وہ تل آج کچھ اور نمایاں لگنے لگا۔

"چندا۔" کسی نے اسے پیچھے سے پکارا۔ اس کی سانسیں جیسے ٹھہرنے لگیں۔ پلکیں تیزی سے جھپکتے ہوئے اس نے پیچھے دیکھا۔ دادا اخگر کی بھاری آواز نے اس کے پیروں میں گویا زنجیر باندھ دی۔ وہ ہل بھی نہ سکی۔ ان کی آنکھوں میں ڈھیروں آنسو تھے جب وہ اس کے پاس آئے۔

"میری پیاری چندا۔" وہ جیسے ہی اٹھ کر کھڑی ہوئی دادا نے اسے گلے سے لگا لیا۔ ان رخسار پر آنسو تیزی سے بہنے لگے۔ ماہ کامل کو لگا وہ ماں کے ذکر پر کمزور پڑ رہی ہے۔

"میں ماہ کامل ہوں۔" ان تین چار گھنٹوں میں وہ پہلی بار بولی۔

"نہیں۔۔ تم چندا ہو۔ تم بلکل اپنی ماں کا چہرہ ہو۔ تم چندا ہو۔۔" وہ ہچکیوں سے رو رہے تھے۔ اگر سراقہ یا جہاندار یہاں ہوتے تو ان کے رونے پر پریشان ہو جاتے۔ ماہ کامل اب کی بار خاموش رہی۔ اسے محسوس ہوا کہ جلد اس کی آنکھیں نم ہو جائیں گی۔ جس کے سینے پر وہ سر رکھ رو رہی تھی، اس کی ماں کا باپ تھا۔ ماہ کامل نے آنکھیں موند لیں۔ اسے

www.novelsclubb.com

انسیت ہونے لگی تو کسی طرح سے دور ہٹ گئی۔ نہیں یہ دل ابھی پگھلنا نہیں چاہئیے۔اس دل نے کافی اذیتیں سہی ہیں۔۔اگر یہ ابھی پگھل گیا تو وہ بے بس ہو جائے گی۔

"مجھے اپنے نواسے سے ملنا ہے۔"انہوں نے تڑپ کر خواہش کی تھی۔اکبر نے بتایا شاید ناراض ہے۔ہم منا لیتے ہیں۔"انہوں نے قدم اندر کی جانب بڑھا لیے۔ماہ کامل کی سانسیں رک سی گئیں۔وہ کچھ بھی نہ کر سکی۔اس نے پیچھے جانا چاہا مگر تب تک لان میں زینت قدم رکھ چکی تھیں۔

"تم کچھ بولتی کیوں نہیں ماہ کامل؟"لبوں پر مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔ان کا انداز اتنا خوبصورت تھا کہ وہ آواز پر ہی ٹھہر گئی اور دوبارہ سے بینچ پر بیٹھ گئی۔

"آپ کا نام کیا ہے؟مطلب۔۔میں آپ کو کیا کہوں؟"اس کی آواز پر وہ قدرے متاثر ہوئیں۔

www.novelsclubb.com

"تم کتنا میٹھا بولتی ہو۔مجھے سراقہ کی ہونے والی بیوی کی حیثیت سے زینت چچی کہہ سکتی ہو۔حالانکہ میں تمہاری ممانی بھی ہوں۔"انہوں نے محبت سے اس کی پیشانی چومی۔وہ جواباً مسکرا دی۔

"شکریہ۔" یہ پہلی شخصیت تھی جنہوں نے اسے کافی متاثر کیا تھا۔

"تمہارا منگیتر سراقہ، حویلی کا پہلا پوتا ہے۔ سب سے سمجھدار ہے اور ذمہ داریوں کو سمجھنے والا۔۔ تمہیں کبھی افسوس نہیں ہو گا۔" وہ نجانے کیوں اسے یہ سب بتا رہی تھیں۔ ماہ کامل خاموش ہو گئی۔

" سمجھدار تو میں بھی ہوں۔۔ اور ہینڈ سم بھی۔ مگر جس چہرے کو میں یہاں ڈھونڈنا چاہتا ہوں وہ مجھے شہر میں ملے گا۔" پیچھے داخل ہوتا جہاندار ماہ کامل کی نگاہوں سے چھپ نہ سکا۔ اس کا اشارہ اپنی بیوی کی طرف تھا۔ آج پہلی بار ماہ کامل نے اسے بہت غور سے دیکھا۔ اس کا قد بلکل سراقہ کی طرح تھا۔ لمبا اور چوڑا۔۔ جانان اس کے کندھے تک بھی نہ آسکتی تھی البتہ ماہ کامل جانان سے قد میں کچھ لمبی تھی۔

ہلکی ہلکی مونچھیں اور شیو۔۔ اس کے کرتے کا پہلا بٹن کھلا ہوا تھا۔ آنکھوں میں ایک شرارت تھی مگر کون مان سکتا تھا کہ یہ لڑکا جتنا شرارتی معلوم ہوتا تھا اس سے زیادہ غصے والا تھا۔

www.novelsclubb.com

"تمہارا خطرناک غصہ تمہاری خوبیوں کو چھپا دیتا ہے۔" چچی روٹھے پن سے بولیں تو جہاندار کا قہقہہ گونجا۔

"غصہ تو سب میں ہوتا ہے نا اماں؟" وہ سامنے والی بینچ پر ٹانگ جما کر بیٹھ گیا۔

" مگر اتنا غصہ؟ اف اللہ کی پناہ۔ تمہاری بیوی تم سے دور بھاگ جائے گی۔" انہوں نے ماہ کامل کو دیکھ کر کانوں کو ہاتھ لگائے۔ ماہ کامل مبہم سا مسکرا کر دونوں کو الجھتے دیکھ رہی تھی۔

"میری بیوی ایسا نہیں کرے گی کیونکہ اسے اپنے شوہر سے محبت ہے۔ بہر حال وہ جتنا بھی دور بھاگنے کی کوشش کرے گی اتنا ہی میرے نزدیک آتی رہے گی۔" وہ لطف اندوز ہو رہا تھا۔

"ہونہہ! اتنا غصہ کوئی برداشت نہیں کرتا۔" انہوں نے بھی منہ پھیر لیا۔

" مگر اس پر تھوڑی کروں گا اماں۔ وہ تو میرے دل کا ٹکرا ہے۔" اس نے اپنے دل پر ہاتھ رکھا تو زینت چچی جھینپ گئیں۔

"ماہ کامل ذرا سمجھاؤ اپنے دیور کو۔۔ بے شرم ہوتا جا رہا ہے دن بہ دن! اس دن ابا کے سامنے بھی یوں بہکی بہکی باتیں کر رہا تھا۔ شکر یہ کہ ابا خگر نے اپنی جوتی نہیں اٹھائی۔"

"وہ میری بیوی ہے اماں جی۔ایک حلال رشتے میں ہم دونوں محبت کے مارے خوشی قید ہیں۔اب محبت کا اس سے اظہار نہیں کروں گا تو کس سے کروں گا؟" وہ اپنی ماں کو گاہے بگاہے چھیڑتا جارہا تھا اور ماہ کامل اس سب سے لطف اندوز ہو رہی تھی۔۔

"ہاں مگر یوں ماں کے سامنے محبت بھری باتیں کرتے ہوئے سوچنا چاہئیے۔"

"چلیں اگلی بار پہلے سوچوں گا' پھر کروں گا۔" وہ بھی کم نہ تھا۔ماہ کامل کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔

"مزید یہ کہ میری بہو حویلی کب آرہی ہے؟ وہ تو تمہاری گہری دوست ہے ماہ کامل۔کیا تمہاری شادی میں شرکت کرے گی؟" انہیں جانان سے ملنے کی بے چینی تھی۔

"وہ چند دنوں میں آجائے گی۔مجھے اس نے بتایا تھا۔" جہاندار' ماہ کامل کے کچھ بولنے سے قبل کہہ اٹھا۔ماہ کامل کا دل شادی کے ذکر پر چیر سا گیا۔اسے تکلیف سی ہونے لگی۔

"اور ہاں جہاں تک سراقہ کی بات ہے تو اماں ٹھیک کہتی ہیں۔تمہیں کبھی پچھتاوا نہیں ہوگا ماہ کامل۔بہن ہو میری اور نہ میں تمہیں نقصان پہنچنے دوں گا۔" ایک بھائی کی طرح بولتے ہوئے وہ ماہ کامل کو بدر عالم کی یاد دلا گیا۔ہاں وہی بدر عالم جو جانے کب سے کمرے میں ہی

بند تھا۔ تین پہر کھانے کی پلیٹ کمرے میں ہی ملتی مگر خود سے کبھی باہر نہ آیا۔ نگاہ بدر عالم کے کمرے کے بند دروازے پر پڑی تو دل بے چین ہونے لگا۔ حالات نے اسے کیا کیا کرنے پر مجبور کر دیا تھا کہ وہ آج اپنے بھائی کو بھی نہیں پوچھ سکی تھی۔ اسے یاد نہیں کب تک زینت چچی اس سے گفتگو کرتی رہیں۔ اگر کسی کی یاد ستا رہی تھی تو وہ بدر عالم تھا۔

آنگن کی دیوار کے پیچھے سے نکلتے سراقہ کی نگاہ ماہ کامل پر پڑی تھی جس کی مضطرب نگاہیں ادھر ادھر بھٹک رہی تھیں۔ ہلکا میک اپ اور تلاشتی نگاہیں۔۔ اس کے ہونٹوں کے اوپر کا سیاہ تل سراقہ کو اپنی جانب متوجہ کر گیا۔ وہ اسے ایک ہی رخ پر کھڑے بہت انہماک سے دیکھ رہا تھا۔ جانے کب تسلسل ٹوٹا اور وہ وہیں سے پلٹ گیا۔

شہاب نے اس سے پوچھا بھی تھا کہ اگر وہ ماہ کامل سے ملاقات کرنا چاہتا ہے تو کر سکتا ہے مگر اس نے صاف انکار کر دیا۔ اب جو ہونا تھا وہ ہو رہا تھا۔ سب باتیں بے فائدہ تھیں۔

www.novelsclubb.com

---★★★---

"تم تو اپنی عمر سے بھی بڑے لگتے ہو برخوردار۔" بے حد محبت سے بدر عالم کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے وہ گرم جوشی سے بولے۔

البتہ دوسری جانب سلیم کے پسینے چھوٹے ہوئے تھے کہ کہیں بدر عالم کو دوبارہ غصہ نہ آجائے۔۔اور اگر آگیا تو وہ سب کے چھکے چھڑائے گا۔

سپاٹ لہجہ کسی کی نظروں سے چھپا نہیں تھا۔خود اخگر دادا نے بھی محسوس کیا تھا مگر وہ خاموش تھے کیونکہ اس کی وجہ بھی وہ جانتے تھے۔

"میری چندا کا بیٹا ہمارا بھی بیٹا ہوا۔آج میں بے پناہ خوش ہوں۔تم دونوں کو بہت یاد کیا ہے میں نے۔۔"اس کی کمر پر ہاتھ پھیرا گیا مگر وہ شاید بنا کسی تاثر کے بیٹھا تھا۔

"اس کی طبیعت کچھ درست نہیں دادا۔اس لیے آرام کر رہا ہے۔"اب کی بار سلیم بولا تھا اور دادا اخگر پریشان ہوئے تھے۔

"خیریت؟سب ٹھیک ہے نا؟"

"جی بس ذرا موسم بدل رہا ہے۔اس کا ہی اثر ہے۔"نجانے کتنی مبالغہ آرائی مزید کرنی پڑے گی۔

www.novelsclubb.com

انہوں نے جانے سے قبل بھی اسے بہت دیر گلے سے لگائے رکھا تھا۔ماہ کامل اسے ایک بار بھی نہ دیکھ سکی کیونکہ اس کے اندر پہنچنے تک دادا اخگر اس کمرے سے باہر آ گئے تھے اور بدر عالم وہ دروازہ ایک بار پھر بند کر چکا تھا۔

"ہم بہت خوش ہیں۔شادی کے انتظامات کا آغاز پہلے ہی کر چکے ہیں۔اگلے ہفتے اسی وقت پر سراقہ اور ماہ کامل کا نکاح کر دیا جائے گا اور ہم اپنی بیٹی کو ساتھ لے جائیں گے۔"انہوں نے شاداب سے پوری دعوت میں ذرا بات نہ کی تھی۔۔آخر بات بھی کیوں ہی کرتے؟ ان کی بیٹی کا مجرم جو ٹھہرا۔

"اس طرح دو حویلیوں کا آپس میں رشتہ مزید مضبوط ہو جائے گا۔"دادا اکبر خوش تھے۔

اب کی بار بھی ماہ کامل نے اپنے باپ کو دیکھا تھا جو خاموش کھڑا تھا۔ان کی خاموشی نے اسے ایک بار پھر مارا۔یعنی کہ وہ اس کے لیے کبھی کچھ نہ کر سکتے تھے۔نہ اپنے بیٹے کی خاطر کہ وہ اپنی بہن کے بنا کیسے رہے گا۔وہ مر جائے گا اور اگر نہ مرا تو خود کو مار دے گا۔

دوسرے کمرے میں بیٹھی ماہ کامل نے گہری سانس بھر کر آنکھیں موند لیں۔جانے یہ

وقت اس کے خلاف تھا یا ساتھ۔۔آنکھوں میں موتی چمکے تھے اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ رخسار پر بہنے لگے۔

---★★★---

اس رات سب کے سونے کے بعد وہ بدر عالم کے پاس آئی تھی۔اس کے دروازے پر دستک دیتے ہوئے اس نے بھیگی آواز میں اسے پکارا بھی تھا۔

"مجھے معاف کردو بدر عالم۔"سسکیاں گونجنے لگیں اور دروازے کے اس پار کھڑے بدر عالم نے تکلیف سے سر جھکا لیا۔

"ایک بار دروازہ کھول دو۔"دونوں ہتھیلیاں دروازے سے چپکی ہوئی تھیں۔اس نے دوبارہ دستک دی۔

www.novelsclubb.com

وہ کیسے پہچانتی کہ وہ رو رہا تھا؟

یکدم ہی دروازہ کھلا اور ماہ کامل نے اس کی سوجی ہوئی آنکھوں کو دیکھا۔ابھی وہ کچھ کہتی ہی کہ بدر عالم اپنے بستر پر بیٹھنے مڑ گیا۔

"میں کھانا لاتی ہوں۔" وہ تیزی سے کچن میں پلٹی اور کھانا پلیٹ میں نکالنے لگی۔ کھیر کا پیالہ بناتے ہوئے وہ مستقل بھائی کے بارے میں سوچ رہی تھی۔

"تمہارے لیے دادا اکبر نے کھیر بنوائی تھی۔" کمرے میں داخل ہوتے ہوئے وہ زبردستی مسکرائی۔ اس کے برابر بیٹھی ہی تھی کہ بدر عالم اٹھ کھڑا ہوا۔

"بدر؟"

بدر نے کچھ اشارہ کیا۔

"ہاں میں جانتی ہوں میں بہت بری ہوں۔ شاید بہت زیادہ۔۔ مجھے ایسا نہیں کرنا چاہئیے تھا مگر دادا اکبر کو انکار کرنا میرے بس میں نہیں تھا۔" اس کے کہتے ہی بدر عالم نے گلاس فرش پر پھینکا۔ شاید یہ اس کے بے بس ہونے کی علامت تھی۔

اب کی بار وہ دوبارہ سے اشارہ کرنے لگا۔

ماہ کامل کا دل دہل گیا۔

"تم کیوں مرو گے ؟ تمہیں کچھ نہیں ہو گا۔ میں تم سے ملنے آتی رہوں گی۔۔ نیلی، جہاں آرا اور چچا خیال رکھیں گے تمہارا۔ جانان بھی تو ہو گی نا۔" اس کا دل پھٹ رہا تھا مگر بدر عالم رو رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں ماہ کامل نے ڈھیروں آنسو دیکھے تھے۔

یہ بات سب ہی جانتے تھے کہ بدر عالم کو سنبھالنا صرف ماہ کامل کے بس میں ہے۔ اس کے علاوہ نہ کوئی پوری طرح سے اس کے اشاروں کی زبان سمجھ سکتا تھا اور نہ اس طرح سے لاڈ اٹھا سکتا تھا جیسے ماہ کامل اٹھاتی تھی۔

وہ اب اس سے لڑ کر اپنی بات منوانے کی کوشش کر رہا تھا۔ آنکھوں میں ڈھیروں آنسو تھے۔ اگر اس وقت بے بسی کی کوئی تصویر ہو سکتی تھی تو وہ بدر عالم تھا۔

ماہ کامل بار بار اسے سمجھاتی رہی۔۔ یا شاید دل کو۔۔ کیونکہ اس کا دل اور بدر عالم ایک مقام کھڑے تھے۔ نہ دل اس فیصلے کو قبول کر پا رہا تھا اور نہ بدر۔۔

"میں نے تم سے کہا نا کہ میں دادا اکبر کو انکار نہیں کروں گی اور نہ تم اب اس موضوع پر بات کرو گے۔" مزید آدھے گھنٹہ بحث کے بعد وہ سختی سے بولی تو وہ مزید بپھر اٹھا۔

اس بار بدر عالم نے چڑ کر میز پر لات ماری اور یہ ماہ کامل کے نزدیک بدر عالم کی آخری بد تمیزی تھی جو اس نے برداشت کی تھی۔

"بے وقوف!" آواز بلند ہوئی تاثرات پھیلے۔ "میری ہی غلطی تھی کہ تمہیں سمجھانے یہاں آئی۔ کوئی ضرورت نہیں ہے کمرے سے باہر آنے کی جب تک میری شادی نہیں ہو جاتی۔" اس کا ہاتھ جھٹکتی ہوئی وہ اسے گھور کر جھڑک رہی تھی۔ بدر عالم بے یقینی سے دیکھنے لگا۔

"ایک اور بات! میں کسی قسم کی بدمزگی نہیں چاہتی۔ جو ہو رہا ہے 'جیسا ہو رہا ہے' ہونے دو۔ دادا کا تماشہ بنانے کی ضرورت نہیں۔ میرے ذہن پر اتنا بوجھ مت ڈالو کہ میں بیمار ہو جاؤں۔ تھک گئی ہوں سب لوگوں سے۔۔" آواز بلند ہو کر دھیمی ہوئی۔ بدر عالم ساکت کھڑا تھا۔ اس نے اپنی جانب اشارہ کیا جیسے کہہ رہا ہو کہ کیا وہ اس سے بھی تھک گئی ہے؟

"ہاں تم سے بھی تھک گئی ہوں۔ تم سب نے مجھے پاگل کر دیا ہے۔" اس نے اپنا دماغ جکڑا ہوا محسوس کیا تو رو پڑی۔

www.novelsclubb.com

"مجھ پر رحم کرو بدر عالم۔۔اور اس رشتے کو قبول کر لو۔اپنی بہن کی خاطر۔۔"تکلیف دہ لہجے میں کہتے ہوئے وہ اس کے گلے سے لگ گئی۔بدر عالم جہاں کا تہاں رہ گیا۔اس کا سر اپنے سینے پر رکھتے ہوئے وہ بے جا شرمندگی کا شکار ہوا۔وہ اپنی بہن کو تکلیف دینے کا سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔جانے کب تک وہ اس کے گلے سے لگی روتی رہی اور بدر عالم اس کے کندھے پر ہاتھ پھیرتا رہا۔

دھیرے سے اس کے آنسوؤں سے بھیگا رخسار صاف کرتے ہوئے وہ اب بہت مضبوط محسوس کر رہا تھا۔بھائی چھوٹا ہی کیوں نہ ہو مگر وہ پھر بھی ایک سایہ دار دیوار کی مانند ہوتا ہے۔۔بدر نے اسے بہت پیار سے دیکھا۔پانچ سال بڑی بہن اسے پانچ سال چھوٹی لگ رہی تھی۔جیسے وہ بچوں کی طرح اپنے بھائی کے گلے لگے شکایت کر رہی ہو۔

---★★★---

www.novelsclubb.com

"کیا میں تمہارے لیے چائے لاؤں ؟"وہ دونوں چاند کی چاندنی میں بیٹھے تھے۔ٹھنڈی ہوا اس کے چہرے کو چھوتی ہوئی گزر رہی تھی۔بدر عالم نے نفی میں سر ہلایا۔

"کافی پیو گے ؟"اس کے پوچھنے پر بدر عالم کی آنکھیں چمکیں۔وہ کھلکھلا اٹھی۔ہاں بھلا وہ کافی کو کیسے انکار کر سکتا تھا۔

"میں بنا کر لاتی ہوں۔"اس کے لیے گرم کافی کا مگ بنا کر وہ کچن سے لوٹی۔دونوں کے درمیان ایک بار پھر خاموشی چھا گئی۔ماہ کامل نے چاند کو دیکھتے ہوئے بھائی کو دیکھا۔

"تمہیں امی کی یاد آتی ہے ؟"جانے کتنے مہینوں بعد اس نے ماں کا ذکر بدر عالم سے کیا تھا۔ بدر عالم نے اسے زخمی مسکراہٹ سے دیکھا اور اثبات میں سر ہلا دیا۔

"مجھے بھی۔۔بلکہ مجھے تو کبھی کبھی لگتا ہے کہ ایک دن امی آئیں گی اور ہم دونوں کو دوبارہ کراچی لے جائیں گی۔سب کچھ ویسا ہی ہو گا جیسا ہم چھوڑ کر آئے تھے۔دو گھر چھوڑ کر ہمارا وہ باغ جس کے ہم پھول توڑا کرتے تھے۔۔ہماری دوست مشعل اور اس کی چھوٹی بلی۔۔ مالی بابا بوڑھے نہیں ہوئے ہوں گے۔ان کے باغ کے پھول ڈھل کر بد صورت نہیں ہوئے ہوں گے۔۔مشعل اب بھی ویسی ہی ہو گی اور اس کی وہ بیمار بلی اب بھی زندہ ہو گی۔"ماضی کتنا حسین تھا۔۔سارا مسلہ ہی یہی تھا۔بدر عالم مسکرا دیا جیسے واقعی ان باتوں کو سوچ رہا ہو۔اس نے ماہ کامل کے ہاتھ میں انگوٹھی دیکھی جو چاندنی میں چمک رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"سراقہ بہت اچھے ہیں۔۔وہ میرا ضرور خیال رکھیں گے اور آبرو چچی نے مجھے یہ انگھوٹی بہت چاہ سے پہنائی ہے۔ان کی محبت واقعی مجھے متاثر کر گئی تھی۔"اسے مبالغہ آرائی کرنی پڑی۔بدر عالم کو ہر طرح سے مطمئن کرنا بھی ضروری تھا۔حالانکہ آبرو اس کی ممانی تھیں مگر سلیم اور جانان کے دیکھا دیکھی وہ بھی کیہان اور آبرو کو چچا اور چچی ہی کہتی تھی۔"میں تم سے بار بار ملنے آؤں گی مگر تمہیں مجھ سے وعدہ کرنا ہے کہ تم اپنا خیال رکھو گے۔ورنہ میں ہمیشہ تمہارے لیے پریشان ہی رہوں گی۔"اس کی کافی سے گھونٹ بھرتے ہوئے اس نے بڑی بہنوں کی طرح سمجھایا۔

بدر عالم نے اسے یقین دلایا اور یہیں وہ دونوں ایک دوسرے کو دھوکا دینے لگے۔ایک جھوٹ بول کر کہ وہ خوش رہے گی اور دوسرا حامی بھر کر کہ وہ اپنا خیال رکھے گا۔آج آخری بار ماہ کامل نے بھائی کے ساتھ پوری رات باتیں کرتے گزاری۔

www.novelsclubb.com

وہ نہیں جانتی تھی اس کا مستقبل کیا ہے۔کچھ ہو جانے سے پہلے وہ اس کے ساتھ ڈھیروں وقت گزارنا چاہتی تھی اور شاید یہ ایک اچھا موقع تھا۔

---★★★---

"اور ایک بار پھر تم شہر بھاگ رہے ہو۔" جہاندار اپنے کمرے کے ٹیرس پر کھڑا تھا۔ اسے گاڑی میں بیٹھتا دیکھ کر شریر لہجے میں بولا۔ سراقہ نے آنکھوں سے سیاہ گلاسز ہٹائے اور چڑھتے ہوئے سورج کو دیکھ کر جہاندار کی جانب نگاہ ڈالنے لگا۔

"تم میری جاسوسی کرتے ہو؟" اب کی بار وہ حیران ہوا تھا۔

جہاندار نے کندھے اچکائے۔

"مجھے داداا خگر نے کہا کہ میں تم پر کڑی نگاہ رکھوں۔"

اس کی بات پر سراقہ نے بے بسی سے سانس خارج کی۔

"دادا سے کہو بے فکر رہیں۔ ان کی نواسی کو محفوظ طریقے سے رخصت کروا کر لے آؤں گا۔ گاؤں سے باہر جا رہا ہوں۔۔ ملک سے نہیں!"

www.novelsclubb.com

"تمہیں نہیں لگتا کہ یہ ایک ہفتہ بہت مصروف گزرنے والا ہے؟" جہاندار کا اشارہ اس کی شادی کی جانب تھا۔

"ہوں۔۔میری خریداری زینت چچی کریں گی کیونکہ امی کا کوئی موڈ نہیں۔تم زینت چچی کو شاپنگ کروانے شہر لے آنا۔میں جمعرات کے روز ہی گاؤں آجاؤں گا۔اگر تب بھی نہ آیا تو دادا اخگر میری ٹانگیں توڑ دیں گے۔"چابی گھماتے ہوئے وہ اب اسٹارٹ کر رہا تھا۔

"تم اپنی خریداری خود نہیں کرنا چاہو گے؟"جہاندار حیران ہوا۔

"اگر میں خریداری کروں گا تو آفس کون دیکھے گا؟تم آفس آرہے ہو نا؟"

"میں آنا چاہتا ہوں مگر دادا یہاں انتظامات دیکھنے کا کہہ رہے ہیں۔شاید ایک دو دن میں شہر کا چکر لگاؤں۔"اسے تفصیلات بتاتے ہوئے وہ سراقہ کو مطمئن کرنے لگا۔

"ہوں۔۔میں انتظار کروں گا۔"گاڑی ریورس کرتے ہوئے وہ گیٹ سے باہر نکالنے لگا۔

جہاندار نے دیوار پر ہاتھ رکھتے ہوئے ایک نظر اس کی نکلتی گاڑی کو دیکھا اور سورج کو دیکھنے لگا جس کی تپش میں ذرا گرمی نہیں تھی۔جانان سے گفتگو ہوئے بھی کافی دن گزر گئے تھے۔اسے وہ یاد آرہی تھی مگر چونکہ اس کے ٹیسٹ چل رہے تھے' جہاندار اسے کال کر کے ڈسٹرب نہیں کرنا چاہتا تھا۔اسے سوچتے ہوئے ہر بار کی طرح لبوں پر مسکراہٹ پھیلی تھی اور وہ پیشانی کھجاتا ہوا اندر بڑھ گیا تھا۔

---★★★---

وقت گزرتا چلا گیا۔جانان شادی سے ایک دن پہلے آئی تھی اور اب اس کے ساتھ وقت گزارنے کی خواہش کر رہی تھی۔

"چند دنوں کی دوری ہے پھر میں بھی تمہارے پاس آجاؤں گی۔" شریر لہجے میں کہتے ہوئے وہ اس کا موڈ بحال کرنے لگی۔

"خدا تمہارا نصیب اچھا کرے جانان۔" ماہ کامل بے ساختہ مسکرائی۔

"تمہارا بھی۔۔"

"ہاں۔" وہ سوچ میں پڑ گئی۔"میرا بھی۔۔"

"رخصت ہوتے ہوئے شاداب تایا کو گلے تو لگاؤ گی نا؟" اس کا انداز ذو معنی تھا۔

www.novelsclubb.com

" گلے؟ مگر کس لیے ؟" انجان بنتے ہوئے اس نے مڑ کر جانان کو دیکھا۔جانان کچھ دیر کے لیے کچھ کہہ نہ سکی۔

"تمہارے بابا ہیں وہ۔۔اور یہ ایک حقیقت ہے۔"

میں ان کی بیٹی ہوں اور یہ بھی ایک حقیقت ہے۔ میری ماں ان کی بیوی تھی اور یہ بھی" ایک حقیقت تھی جانان۔۔ اور اس حقیقت کو نبھانا پڑتا ہے جو وہ کبھی نہیں کر سکتے۔ میں انہیں گلے لگاؤں گی تو مجھے ماضی یاد آنے لگے گا۔ مجھے ان کی وہ بے رخی یاد آئے گی جس کا شکار میری ماں ہوئی تھی۔ انہیں اور جینا تھا جانان۔۔ وہ یہ سب ڈیزرو نہیں کرتی تھیں۔ میں اور بدر عالم کیا ان سب حالات کے قابل تھے؟ دس سال میں اپنی ماں کے ساتھ رہی ہوں اور ان دس سالوں میں ہم نے زمانے بھر کی تلخیاں جھیلی ہیں۔" اس کی آنکھیں ناچاہتے ہوئے بھی بھیگنے لگیں۔ "ہم سے اپنے آپ کو دور رکھا تو رکھا' میری ماں کو بھی غم کا سامان پکڑا کر ہم سے دور کر دیا۔ شہر کے پرانے قبرستان میں اپنی ماں کو اکیلا چھوڑ کر میں یہاں آگئی۔ تم کس باپ کی کرتی ہو جانان؟ میں نے انہیں جتنا یاد کیا ہے اگر کوئی بیٹی کرتی تو اس کا باپ دوڑا چلا آتا۔ مگر ہاں یہ شاداب اکبر جہانگیر ہیں۔۔ ان پر دولت کا نشہ چڑھا تھا۔" اس نے تکلیف سے آنکھیں میچیں۔

"تایا اب ایسے نہیں ہیں۔" اسے ماہ کامل کے لیے دکھ ہوا۔

"اب جیسے بھی ہوں کسے فرق پڑتا ہے؟ پانی سر سے گزرے برسوں بیت گئے ہیں۔ جو شخص بیوی اور بچوں کے لکھے گئے خطوں کو پڑھ کر ان کے پاس نہ آیا' اس شخص سے کوئی

بعید نہیں۔۔میرے دل میں اگران کے لیے نفرت نہیں ہے توان کے لیے محبت بھی نہیں ہے۔"اس نے بستر پر پھیلے اپنے شرارے کو دیکھا جس کے اوپر جیولری رکھی تھی۔

ماہ کامل کے سوٹ کیس میں تہہ شدہ کپڑے ڈالتی جانان اس کی پیکنگ کروا رہی تھی۔

"خط؟"وہ الجھی۔

"ہاں خط۔۔جو میری ماں نے ان کے نام لکھے۔جن میں وہ ہر بار انہیں لوٹنے کا کہتی تھیں جانان۔مجھے یاد ہے اب بھی۔۔ان میں لکھے گئے چند خط میرے بھی تھے۔پھینک دیے ہوں گے بابا نے کہیں۔۔"آخر میں وہ طنزیہ مسکرائی۔جانان کا دل برا ہونے لگا۔

تم اور بدر عالم بہت کچھ ڈیزرو کرتے ہو۔میں تمہارے لیے بہت سی دعائیں کروں گی۔"

ماہ کامل نے اس کے میٹھے الفاظوں پر پلٹ کر اس کا چہرہ دیکھا۔اس کی سانولی پرکشش رنگت جب چمکتی تھی تو وہ کتنی پیاری لگتی تھی۔ناک میں چھوٹی سی بالی اور بھوری چمکتی آنکھیں۔۔کبھی کبھی ماہ کامل کو اس پر رشک ہوتا تھا۔وہ اس کے قریب آگئی۔

www.novelsclubb.com

"تم بہت اچھی ہو۔۔ میری ہمدم میری بہن ہو۔" اسے گلے سے لگاتے ہوئے نم آواز میں بولی۔ جانان اس کی بھیگی آواز سن کر حساس ہو گئی۔

"تم بھی۔۔ مگر تم فکر نہ کرو۔ میں بھی بہت جلد اس حویلی میں آنے والی ہوں۔ پھر دونوں مل کر اپنے اپنے شوہروں کو ستائیں گے۔" وہ اس کا مزاج بحال کرنا جانتی تھی۔۔ ماہ کامل مسکرا دی۔

---★★★---

وہ رات نجانے کن کن سوچوں میں بیت گئی۔ ایک وہم، ایک اندیشہ۔۔ بار بار اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے وہ کوئی حل سوچ رہا تھا۔ اس شادی سے فرار کا کوئی راستہ نہیں تھا۔ کاش وہ ماہ کامل کی خواہش جان سکتا۔ اس کی رضامندی پوچھ سکتا۔ اس نے ایک آخری بار کمرے کو دیکھا تھا۔ حویلی کی ملازمہ نے یہ کمرہ پورپور چمکا دیا تھا۔ جن سامان کو مرمت کی ضرورت تھی ان کے بدلے نیا فرنیچر آیا تھا۔ اکبر دادا ماہ کامل کو کافی کچھ دینا چاہتے تھے مگر اخگر دادا نے موقع پر ہی انکار کر دیا۔ ان کا کہنا تھا کہ ماہ کامل ان کی ہی بیٹی ہے اور وہ بس شادی کر کے اپنی ایک حویلی سے دوسری حویلی آ رہی ہے۔

www.novelsclubb.com

اگلی صبح وہ کافی تاخیر سے اٹھا۔ حیرت یہ کہ دوپہر ہونے کو آئی تھی مگر دادا اخگر نے اسے اٹھانے نہ جہاندار کو بھیجا اور نہ کسی کو حکم دیا۔ شاید وہ چاہتے تھے کہ دیر تک آرام کر کے وہ سفر کی تھکن اتار لے۔ ایک دن پہلے ہی تو وہ شہر سے لوٹا تھا۔

"تیاری مکمل ہے۔ مجھے امید نہیں تھی کہ اتنی جلدی مکمل ہو سکے گی۔" دادا اخگر کی باچھیں کھلی ہوئی تھیں اور انہیں دیکھ کر سراقہ کے لبوں پر مسکراہٹ پھیلی تھی۔

"آپ خوش ہیں؟"

"بے پناہ۔۔ اور تم؟ تم خوش ہو؟" دادا نے یہی سوال دوبارہ اس سے کیا۔

"آپ خوش ہیں اس لیے میں خوش ہوں۔" اس نے مسکراتے ہوئے نگاہیں چرائیں۔

"تمہارے پاس کرنے کو زیادہ کام تو نہیں ہیں اس لیے ایک گھنٹے کے اندر ہی تیار ہونے کمرے میں چلے جانا۔ عصر کے وقت نکاح ہے اور رات نو بجے رخصتی۔۔ میں کسی قسم کی تاخیر نہیں چاہتا۔ تم سمجھ رہے ہو نا بیٹے؟" ملازموں کی چہل پہل جاری تھی۔ مٹھائیوں کے ٹوکرے تھے جو پیک کروائے جا رہے تھے۔

"جہاندار نظر نہیں آرہا؟"ٹانگ پر ٹانگ جماتے ہوئے اس نے سینے پر ہاتھ باندھ کر ارد گرد نگاہ دوڑائی۔

غلام ادھر ہے میرے بھائی۔"یکدم ہی لاؤنج میں جہاندار داخل ہوا۔اس کے ہاتھ میں" استری شدہ نئے کپڑے تھے۔

"یہ کیا ہے؟"

"آپ کے کپڑے جو میں کل ہی شہر سے لے آیا تھا۔اب استری کروا کر لایا ہوں۔"اس نے آگے کرتے ہوئے اسے وہ سفید کرتا دکھایا۔سراقہ نے ایک آئبرو اچکا کر ایسے دیکھا جیسے امپریس ہوا ہو۔

"جہاندار صاحب خیریت تو ہے؟آپ میرے کام کر رہے ہیں؟"ان حالات میں بھی وہ اسے چھیڑنے سے باز نہ آیا تھا۔

"بھائی جان آپ دادا کے پہلے پوتے ہیں اور ان کے احکام بھی تو ماننے ہیں۔اب لوڈو میں آپ کی گوٹی گرے گی تو ہماری گوٹی کی باری آئے گی۔ورنہ ہمیں ساری زندگی اپنی زوجہ

سے دور رہنا پڑے گا۔"لہجہ شریر ہوا تھا اور سراقہ کا ہنس پڑا تھا۔دادا اخگر نے اسے ہنستے ہوئے گھورا۔

"یہ لڑکا سب کی گوٹیاں پیٹے گا۔"

"سکندر ہوں میں۔۔"بنھویں اوپر کو اٹھیں۔

"نہیں بیٹا تم جہاندار ہو۔"دادا اخگر کا یوں کہنا جہاں سراقہ کے قہقہہ کو چھوڑنے پر مجبور کر گیا وہیں جہاندار جھینپ سا گیا۔

"دادا نے تہیہ کیا ہوا ہے کہ میرے خلاف ہی کہنا ہے۔"اس نے کہتے ساتھ واسٹ کوٹ صوفے پر رکھا۔

"سیاہ رنگ کی واسٹ کوٹ ہوتی تو زیادہ بہتر لگتا۔"سراقہ آگے ہو کر بیٹھا اب واسٹ کوٹ دیکھ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"دولہا باقی افراد سے منفرد معلوم ہونا چاہیئے۔اس حویلی کے دوسرے مرد سیاہ واسٹ کوٹ پہن رہے ہیں۔امید ہے تم مزید تنقید کیے بنا بات کو جلد سمجھ جاؤ گے۔"

"تم مجھے کام کی تفصیلات سناؤ۔"

"دولہے کی گاڑی سجنے چلی گئی ہے اور قاضی صاحب وقت پر پہنچ جائیں گے۔ سگریٹ۔۔" وہ تیزی سے کہتے کہتے ٹھہرا۔ سراقہ نے اسے آنکھیں دکھائیں۔

"سگریٹ ؟" دادا کی دھاڑ گونجی۔ "تم دونوں دوبارہ سگریٹ پینے لگے ہو؟" اب کی بار تو سراقہ نے دل ہی دل میں جہاندار کو گالی دی تھی۔ بھلا یوں بھی کسی کی زبان پھسل سکتی تھی؟ جہاندار نے لب بھینچ لیے۔

"سلیم نے سگریٹ کے ڈبے منگوائے تھے دادا۔۔ ہم نے گردے مزید خراب نہیں کرنے۔۔" کیسے اس نے یوں بات کر بھرم رکھا تھا۔ سراقہ نے مسکراہٹ دبائی۔

"سلیم بھی پیتا ہے؟" انہیں حیرانی ہوئی۔

"ہاں۔۔ شاید۔۔" اس نے شاید بہت دھیمی آواز میں کہا۔

"چلو بہر حال۔۔ تم دونوں جاؤ اور تیاری پکڑو۔ زیادہ وقت نہیں بچا۔" آرام سے اٹھتے ہوئے انہوں نے تاکید کی تو جہاندار سنجیدگی سے ان کی بات سنتا ہوا اوپر کی جانب بڑھ گیا۔

---★★★---

شہر سے اس کے لیے خاص بیوٹیشن بلوائی گئی تھی۔ آج کے دن بدر عالم اتناد کھی تھا کہ بلکل خاموش ہو گیا تھا۔ ماہ کامل نے خود کو میک اپ مکمل ہونے کے بعد دیکھا۔

"آپ کے بال کافی گھنے ہیں۔" بالوں کا ڈھیلا جوڑا بناتے ہوئے بیوٹیشن نے تعریف کی۔

ماہ کامل اس پورے وقت میں پہلی بار مبہم سا مسکرائی۔

"میری امی نے میرے بالوں کا بہت خیال رکھا ہے۔" ذرا سی بات پر اب ماضی یاد آنے لگتا تھا۔ سرخ لہنگے پر گولڈن کام کافی نفیس تھا۔ ہاتھوں میں سرخ چوڑیاں اور بھری بھری مہندی۔۔ تین دنوں سے وہ بلکل کتاب نہ لکھ پائی۔ آج اس کا دل بھرا ہوا تھا اور وہ ہر صورت کتاب لکھنے کا موقع ڈھونڈ رہی تھی۔ حالانکہ جتنی چہل پہل آج کے دن حویلی میں ہو رہی تھی، اس کے لیے یہ سب مشکل تھا۔

"ماہ کامل۔" نیلی نے اندر داخل ہوتے ساتھ ہی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھا۔

"جی۔" اسے لگا شاید وہ کوئی خبر لائی ہیں۔

"تم بہت پیاری لگ رہی ہو۔ یا خدایا میں تم پر نظر کی دعا تو پڑھ دوں۔" سارے کام چھوڑ چھاڑ کر وہ اس کے پاس آ گئی تھیں۔ ماہ کامل کو ان کا انداز مسکرانے پر مجبور کر گیا۔

www.novelsclubb.com

دادا اکبر تمہیں دیکھنے کی خواہش میں باہر بیٹھے ہیں کہ کب تمہاری تیاری مکمل ہو اور وہ اندر آ سکیں۔"

بیوٹیشن اب سامان سمیٹ رہی تھی۔

"اچھا۔" اس نے لب کاٹنے کا آغاز کیا۔ ایک عجیب گھبراہٹ سی پورے دماغ پر بھاری تھی۔

"جتنی پیاری تم دلہن بن کر لگ رہی ہو ماہ کامل! اب میرا بھی دل چاہ رہا ہے کہ جلد دلہن بن جاؤں۔" جانان نے دھیمے شریر لہجے میں بولا تو ماہ کامل کے لبوں پر مسکراہٹ گہری ہوئی۔

"تم پاگل ہو جانان۔" یہ حیا ہی تھی شاید جسے اس نے آلیا تھا۔۔ مگر اس کا دل بھی ہر جذبات سے خالی تھا۔۔ بلکل سراقہ کیہان کی طرح۔۔

بیوٹیشن جا چکی تھی جب دروازے پر باہر سے دستک ہوئی۔

"دادا آ سکتے ہیں؟" بھاری آواز پر جانان مسکرائی۔

"آ جائیں دادا اکبر۔۔ آپ بھی اسے دیکھیں گے تو متاثر ہوئے بنا نہیں رہ پائیں گے۔"

دادا اکبر واقعی متاثر ہوئے بنا نہ رہ سکے۔انہیں ماہ کامل کا یہ روپ آبدیدہ کر گیا۔

"میری پیاری بیٹی۔۔" اپنے سینے سے لگاتے ہوئے وہ بے جا محبت سے پکار اٹھے۔

"جی دادا۔" ماہ کامل نے سر اٹھایا۔اسے فخر تھا کہ وہ اپنے دادا کا مان رکھ رہی تھی۔اس نے انہیں انکار کر کے مایوس نہیں کیا تھا۔

"یہ حویلی بیٹیوں کی رونق سے ہی تو آباد ہے۔میرا دل پھٹ رہا ہے۔میں تمہیں کیسے رخصت کروں گا۔" آنکھیں نم ہو گئیں۔۔

"نکاح کروا کر اس کو بھی کمرے میں ہی بھجوا دے گا کہ رخصتی ابھی نہیں۔" جانان نے آنکھیں پھیر کر خفا سے لہجے میں کہا۔اسے اپنے نکاح کا دن اب بھی نہیں بھولتا تھا۔

ماہ کامل جہاں مسکرائی وہیں دادا اکبر ہنس دیے۔آج ان کا موڈ بہت اچھا تھا۔

www.novelsclubb.com

"ابھی گاؤں میں کچھ ایسی حویلیاں ہیں جہاں لڑکیوں کو پڑھانا ممنوع ہے۔" اس نے بات جیسے جان کر پہنچائی۔

"تو؟" دادا یکدم بولے۔

"تو یہ کہ اب کی بار میں جب خود نہیں پڑھنا چاہ رہی تو آپ مجھے زبردستی پڑھوا رہے ہیں۔ اُفف ہو دادا جی آپ کی ان حویلیوں میں ضرورت ہے جہاں لڑکیاں پڑھنا چاہتی ہیں مگر پڑھ نہیں پا رہیں۔ ارے مجھ سے نہیں ہوتی یہ پڑھائی وڑھائی۔۔" جانان بھی اس حویلی کا دل تھی۔ اس کی بات کسی روتے انسان کو بھی ہنسنے پر مجبور کر دیتی۔

"لڑکی پڑھو گی تو شعور آئے گا۔۔ ویسے بھی تمہاری گریجویشن کا یہ آخری سال ہے۔ دل لگا کر پڑھو اور اس حویلی کے مردوں کا نام روشن کرو۔" انہوں نے جانان کے سر پر ہاتھ رکھا۔

"سب مردوں کے نام کی تختی بنوا کر صبح چھ بجے کھیتوں میں کھڑی ہو جاؤں گی۔ پھر تو روشنی ہی روشنی۔۔" اس نے بے چارگی سے کہا تو اب کی بار دادا اکبر نے قہقہہ لگایا۔

"کبھی کبھی محسوس ہوتا ہے کہ جانان کی عمر دس سال پہلے ہی رک گئی تھی۔ بارہ سالہ لڑکی!" انہوں نے اسے پیار سے گھورا اور ماہ کامل کو دیکھنے لگے۔

"کامل۔" اس کی ٹھوڑی پکڑ کر ذرا سی اٹھائی۔

"جی دادا۔" آواز مزید دھیمی ہو گئی۔

"تم ایک بہت پیاری اور سب سے سمجھدار لڑکی ہو۔ہمیشہ یاد رکھنا کہ دادا اکبر کو تم سے بے پناہ محبت ہے۔" انہوں نے آخری جملہ بہت سوچ سمجھ کر کسی بات کے تحت بولا۔"ہمیشہ یاد رکھنا۔"اب کی بار لفظوں پر گرفت مضبوط تھی۔ماہ کامل ان کا جھریوں زدہ چہرہ دیکھنے لگی۔

"میں آپ کا سر جھکتا دیکھ سکتی تھی؟ میں نے آپ کی بات کا مان رکھا ہے اور آپ بھی ہمیشہ اس کو میری محبت سمجھے گا۔"اس نے کہتے ساتھ ان کے گلے لگتے ہوئے آنکھیں موند لیں۔دادا اکبر دکھی دل سے مسکرا دیے۔

---★★★---

حویلی مہمانوں سے بھری ہوئی تھی۔مردانے میں سراقہ کیہان کچھ الجھا ہوا بیٹھا تھا۔سفید کرتے پر جلد رنگ کی واسٹ کوٹ اسے سب سے منفرد بنا رہی تھی۔نکھرا نکھرا چہرہ اور ہلکی شیو جسے اس نے ذرا نہیں چھیڑا تھا۔

کلائی میں بندھی گھڑی میں ایک نظر وقت دیکھتا ہوا وہ باہر پانی پینے چلا آیا۔کرتے کی ٹائٹ آستینوں سے نکلتے مضبوط بھرے بھرے بازو اس کی شخصیت کو مزید پرکشش بنا رہے

تھے۔ لڑکیوں کے ہجوم سے باہر آتا ہوا ان کی توجہ بن رہا تھا۔ جب تک وہ لڑکیوں کے ہجوم سے باہر نہ آیا' نگاہیں فرش پر ٹکی رہیں۔ ہرے بھرے لان میں کھانے پینے کا انتظام تھا۔ میزوں پر نفیس سفید چادر تھیں جن پر لگے پھول بھی سفید تھے۔ گویا پورے لان کو ایک مخصوص رنگ سے سجایا گیا تھا۔

پانی گلاس میں نکال کر جیسے ہی اس نے گلاس ہونٹوں سے لگایا نگاہیں اوپر کو اٹھیں اور وہیں ٹھہر گئیں۔ کھڑکی سے نظر آتا وہ کمرہ اور اپنی سنگھار میز کے سامنے بیٹھی وہ لڑکی اس کی ساری توجہ اپنی جانب کھینچ گئی۔ اپنی ناک کی بڑی سی بالی کو درست کرتی ہوئی وہ خود کو بڑے انہماک سے آئینے میں دیکھ رہی تھی۔ سراقہ کیہان اس کے روپ کو دیکھتے ہوئے ساکت کھڑا تھا۔ حالانکہ آج سے پہلے اسے یہ کبھی معلوم نہ رہا کہ ماہ کامل حویلی کی کس منزل کے کس کمرے میں رہتی ہے۔

www.novelsclubb.com

سیدھی طرف ہونٹوں کے کچھ اوپر وہ گہرا تل۔۔

"کیا نظر آرہا ہے ادھر؟" جانان اسے یوں گردن اونچی کر کے گم صُم کھڑا دیکھ کر تجسس سے بولی تو سراقہ ہڑبڑایا۔

"نہیں کچھ نہیں۔۔بس دیکھ رہا تھا چاند کتنا پیارا لگتا ہے۔" ماہ کامل کے نام کے معنی کو استعمال کرتا ہوا وہ جانان کو پوری طرح سے گھما گیا۔

"ماننا پڑے گا۔روپ تو آپ پر بھی آیا ہے۔" جامنی رنگ کا غرارہ سنبھالتی ہوئی وہ چھیڑنے والے لہجے میں بولی تو سراقہ مسکرا دیا۔

"روپ تو جہاندار پر بھی آیا ہے مگر یہ سمجھ نہیں آرہا کہ یہ روپ تم پر کیوں آیا ہے؟" وہ دوسرے لفظوں اس کی تعریف کر رہا تھا۔جانان کو شرم آنے لگی۔

"کیونکہ میں ان کی بیوی ہوں۔۔" اس نے بھنویں اچکا کر ناز سے کہا۔

"بھلا یہ کون سی بیوی ہوتی ہے جسے اپنے شوہر سے بات بھی چھپ کر کرنی پڑے؟" اب چونکہ جانان نے چھیڑ چھاڑی کا آغاز کر ہی لیا تھا تو سراقہ نے دو دو ہاتھ کرنے کا ارادہ کیا۔

"اخگر حویلی والوں سے درخواست ہے کہ جب تک جانان شہاب کی پڑھائی مکمل نہیں ہو جاتی،وہ رخصتی کا خیال بھی نہ لائیں۔" اندر سے خود وہ جلد از جلد رخصتی چاہتی تھی لیکن یوں اپنے جذبات کا اظہار کرنا درست نہیں تھا۔

"ایسا مت کہا کرو میرے بھائی کے دل پر لگتی ہے۔" سراقہ کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔

جانان نے مسکراتے ہوئے پلٹنا چاہا تھا جب ہیل کی سینڈل کسی چیز سے ٹکرائی اور پاؤں مڑا۔ وہ دھڑام سے نیچے گھاس پر گر سی گئی۔

"ہائے اللہ۔" کراہتے ہوئے اس نے اپنے پاؤں کو دیکھا جس کی سینڈل ایک جگہ سے ٹوٹ گئی تھی۔

"ایسے گرا بھی مت کرو۔ میرے بھائی کے دل پر لگتی ہے۔" سراقہ ہنس پڑا۔

"سراقہ بھائی۔" اس نے دانت پیسے۔

سراقہ لطف اندوز ہوتا ہوا اس کے پاس آیا۔

"چلو اٹھ جاؤ شاباش!"

"میری سینڈل ٹوٹ گئی ہے۔" مہنگی سینڈل ٹوٹنے کی تکلیف چوٹ لگنے سے زیادہ تھی۔

سراقہ نے مسکراہٹ دبائی۔

"لاؤ مجھے اپنی سینڈل دو۔ شاید میں کچھ کر سکوں۔" وہ اس سے کچھ فاصلے پر کھڑا تھا۔ ایک گھٹنا گھاس پر رکھتے ہوئے وہ کچھ نیچے جھکا۔" جہاندار نے تمہیں یوں دیکھ لیا تو کافی پریشان

ہو سکتا ہے۔ جس کو وہ آنکھوں پر بٹھاتا ہے وہ زمین پر گری ہوئی ہے۔" ایک بار پھر ہنسی چھوٹی۔" ساتھ ساتھ مجھ پر چیخے گا کہ میں تمہارا خیال نہ رکھ سکا۔اب بھلا بتاؤ تم دودھ پیتی بچی ہو کیا؟"اس حویلی میں اگر سراقہ کی کسی سے اچھی بات تھی تو وہ اس کے بھائی کی بیوی تھی۔۔جانان شہاب اکبر۔۔

اس کو چھیڑنا سراقہ کا سب سے بہترین مشغلہ تھا۔

"کاش اتنی اہمیت میری اپنی حویلی میں بھی ہوتی۔"وہ بڑبڑائی تھی اور اس کی بڑبڑاہٹ سراقہ نے واضح سنی تھی۔

لگتا ہے صرف اخگر حویلی والوں نے ہی تمہیں سر پر چڑھایا ہوا ہے۔یہاں تو کوئی پوچھتا" "بھی نہیں ہوگا تمہیں؟

اس کے شریر لہجے پر جانان نے لب بھینچ لیے۔۔

"ہائے سراقہ بھائی ایک سو فیصد درست بات کی ہے آپ نے۔۔یہ لوگ میری اہمیت سمجھتے ہی نہیں۔جہاندار قیس کی بیوی ہوں میں۔۔عزت کرنی چاہیئے میری۔ صحیح کہہ رہی

www.novelsclubb.com

ہوں نا؟" اپنی سینڈل پاؤں سے اتار کر اسے دیتے ہوئے وہ بہت اہم موضوع کی جانب آئی۔

" بلکل درست! ورنہ جہاندار سب سے چن کر بدلے لے گا۔" اس کی معصوم سی طبیعت سراقہ کو بہت اچھی لگتی تھی۔ جانان شرم سے سرخ ہوئی۔ وہ اب اس کی سینڈل کا لاک جوڑنے کی کوشش کر رہا تھا۔

اسی دم ماہ کامل نے اوپر سے باہر کا سماں دیکھنے کے لیے نیچے جھانکا تھا۔ نگاہ سراقہ پر گئی جس کی ماہ کامل کی جانب پشت تھی۔ اس کے ہنسنے کی بھاری آواز ماہ کامل نے سنی۔ دوسری جانب جانان ایک سینڈل کے بغیر گھاس پر بیٹھی تھی۔ اس کی سینڈل جڑ چکی تھی۔ سراقہ نے اسے جانان کی جانب بڑھائی اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ نجانے اسے کیا خیال آیا۔ دل چاہا اس لڑکی کو ایک بار پھر دیکھے۔ مڑ کر ابھی کھڑکی کی جانب نگاہ اٹھائی ہی تھی کہ ماہ کامل فوراً اندر ہو گئی۔

www.novelsclubb.com

سراقہ نے لب بھینچ کر چھوڑے۔ وہ اب کھڑکی پر نہیں تھی۔۔ جانان کو مردانے میں جانے کا بتا کر وہ آگے بڑھ گیا۔

---★★★---

نکاح کا آغاز ہو گیا تھا۔ماہ کامل سے اجازت مانگ کر اب قاضی صاحب مردانے میں بڑھ گئے تھے۔'قبول ہے' کہتے وقت اسے بار بار احساس ہوا کہ اس سے یہ فیصلہ غلط ہو گیا ہے۔اس نے اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں آپس میں جکڑی ہوئی تھیں۔

البتہ وہاں سراقہ کی پیشانی پر گھبراہٹ کے مارے پسینے کے قطرے تھے۔اسے اپنے نکاح میں قبول کرتے ہوئے اس نے اپنے دل کو دلاسہ دیا تھا۔ گردن پھیر کر بدر عالم کو دیکھا تھا جسے سانپ سونگھا ہوا تھا۔اس کا رویہ عجیب تھا۔ سراقہ سمجھ نہ سکا۔

تھوڑی ہی دیر میں ماہ کامل کو سراقہ کے برابر میں بٹھادیا گیا۔داداا خگر اور اکبر دونوں کچھ فاصلے پر تخت پر بیٹھے کسی بات پر ہنس رہے۔ گویا محفل جمی ہوئی تھی اور ہر طرف خوشی کا سماں تھا۔آبرو کچھ دور بھنویں اٹھائے بیٹے اور بہو کو دیکھ رہی تھیں اور سراقہ ان کی نظروں پر سانس خارج کرتا ہوا انہیں دور سے صرف نارمل رہنے کا اشارہ کر رہا تھا۔ماہ کامل سے وہ کڑی نگاہیں چھپ نہیں پا رہی تھیں۔چند دنوں پہلے بھی حویلی میں آبرو کے رویے کا ذکر عروج پر تھا اور اب اسے اندازہ ہو چکا تھا کہ وہ اس شادی سے خوش نہیں۔۔

شوہر کے برابر بیٹھے ہونے کا احساس کتنا عجیب تھا۔انھونا سا انوکھا سا۔۔وہ سارا وقت خاموشی سے فرش کو تکتی رہی تھی۔سراقہ نے بھی بات کا آغاز نہ کیا۔

"جانان۔" بالآخر وہ پکار اٹھی۔سراقہ بھی اس کی نازک سی دھیمی آواز پر متوجہ ہوا تھا مگر جلد ہی دوسری جانب چہرہ کر لیا۔

"ہاں کہو۔" وہ غرارہ سنبھالتی ہوئی اس کی جانب جھکی۔

"مجھے کمرے میں جانا ہے۔"کان میں اضطرابی سے سرگوشی کی۔

"اچھا ٹھیک ہے۔آجاؤ۔اب ویسے بھی کھانا لگنے لگا ہے۔"اس نے ہاتھ پکڑ کر اسے اٹھنے میں مدد دی۔سراقہ فاصلے پر ہو کر بیٹھ گیا تاکہ اسے مشکل نہ ہو۔اس سب میں جہاندار ہی تھا جو منظر سے غائب تھا۔دن آہستہ آہستہ ڈھل رہا تھا اور اب جلد اندھیرہ پھیلنے والا تھا۔

وہ کچھ سوچ کر سلیم کی جانب بڑھ گیا۔

www.novelsclubb.com

---★★★---

"میں نے سامان رکھوا دیا ہے۔"

"ایک گھنٹے سے کم وقت میں رخصتی ہو جائے گی۔ تم نے کال کر کے حویلی میں اطلاع دے دی؟" کیہان بھتیجے سے پوچھ رہے تھے۔

"جی۔ بہر حال نکلنے سے قبل ایک بار پھر کال کر دوں گا۔" سفید کرتے شلوار میں ملبوس وہ اپنی واسٹ کوٹ پر کندھے کی جانب سے ہاتھ پھیر رہا تھا۔ اس کی نگاہ پیچھے کو پڑی جہاں سے جانان جھانک رہی تھی۔ لبوں پر بدستور مسکراہٹ پھیلی کہ ضبط کرنا مشکل ہو گئی۔

ہلکی ہلکی شیو پر ہاتھ پھیرتا ہوا وہ ترچھی نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا جو پورے دن کے بعد اب نظر آئی تھی۔

"چلو جو بہتر لگے۔ میں اندر جا رہا ہوں۔" اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے انہوں نے اثبات میں سر ہلایا۔

ان کے جاتے ہی جہاندار جانان کے پیچھے آیا تھا۔

"افسوس ہوا مجھے۔۔"

"کیوں؟" جانان کے بال ہلکے پھلکے کرلی تھے۔ پورا دن بالوں کو کھلا رکھ کر اب وہ جوڑا باندھ چکی تھی۔ آگے سے دو زلفیں آزاد بھٹک رہی تھیں جن کی جانب جہاندار کی پوری توجہ تھی۔

"پورے دن کے بعد میں اب دیکھ رہا ہوں اپنی بیوی کو۔۔ تمہیں نہیں لگتا کہ فنکشن کے آغاز میں ہی تمہیں مجھ سے مل لینا چاہئیے تھا؟" مسکراہٹ دباتے ہوئے خفا خفا سے لہجے میں بولا۔

"چلیں دیر آئے درست آئے۔۔ آپ اب بھی مجھے جی بھر کر دیکھ سکتے ہیں۔ میں کیسی لگ رہی ہوں۔" اس نے دھیرے سے گھوم کر دکھایا۔

"دل کو لگ رہی ہو۔ اتنا کافی ہے یا دل ہی رکھ دوں قدموں میں؟" ہائے یہ لڑکی اس کے دل کو سیدھا لگتی تھی۔

www.novelsclubb.com

جانان کی کھلکھلاہٹ گونجی۔

"یعنی میں اچھی لگ رہی ہوں؟"

"بے پناہ۔۔میں شاید الفاظوں میں ڈھال نہ سکوں کہ تم مجھے کتنی اچھی لگتی ہو۔" زیادہ کام کرنے کے باعث وہ تھکاوٹ سے چور ہو چکا تھا مگر جانان کو دیکھ کر وہ جیسے خود میں توانائی محسوس کرنے لگا۔

"میں نے آپ کی دی ہوئی انگھوٹی پہنی ہے۔" اس نے ہاتھ آگے کیا تو جہاندار نے اسے تھام لیا۔

"تو یعنی تم تسلیم کرتی ہو کہ تمہاری انگلیوں میں میری دی ہوئی انگھوٹی ہی اچھی لگتی ہے۔۔" اس کے لمس کو محسوس کرتے ہوئے وہ کسی خوبصورت کیفیت سے دوچار ہوا۔

"ہم تو مانتے ہیں۔۔بلکہ اب تو دل پر تحریر کر لیا ہے۔" اس سے ہاتھ چھڑاتے ہوئے وہ اندر کو بھاگ گئی کہ اگر کسی نے دیکھ لیا تو کتنی شرمندگی ہو گی۔ دادا اکبر نے جہاندار اور جانان کی تصویر بنوانے کو کہا تھا۔ جہاندار تو خوش تھا البتہ جانان شرم سے نظریں بھی نہیں اٹھا پا رہی تھی۔

"آج تو دادا اکبر مجھے پہلے سے زیادہ اچھے لگ رہے ہیں۔" اس نے کانوں میں سرگوشی کی تو جانان کھلکھلا دی۔ یہ احساس واقعی بہت خوبصورت تھا۔

www.novelsclubb.com

---★★★---

اسے نہیں یاد وہ کتنی دیر بدر عالم کے گلے لگ کر صرف آنسو بہاتی رہی۔ اگر جدائی کا دکھ تھا تو بدر عالم کی۔۔ یہ کہتے کہتے اس کی زبان تھک گئی کہ وہ اس سے بار بار ملنے آئے گی مگر وہ جانتی تھی کہ ایسا شاید ہی ہو سکے۔ دادا اکبر کی آنکھیں نم تھیں۔۔ شاداب بہت دور کھڑے بیٹی کو دیکھ رہے تھے۔ کاش وہ اس کو گلے لگا سکتے۔ ویسے ہی جیسے ہر باپ اس بڑے موقع پر اپنی بیٹی کو گلے لگاتا ہے۔ دل بوجھل تھا۔ گاڑی میں بیٹھتے ہوئے ماہ کامل نے شاداب کو دیکھا تھا۔ ان کی آنکھوں میں ایک امید جاگی کہ شاید وہ اب ان کے پاس چلی آئے۔ ماہ کامل انہیں یک ٹک دیکھتی رہی۔ آج وہ آنکھیں پھر شکوہ کناں تھیں کہ شاداب اکبر جہانگیر اپنی بیٹی کی پسند ناپسند کا خیال نہ رکھ سکا۔ وہ جو سوچتی تھی اگر حویلی کی دہلیز بھی پار نہ کرے گی، آج ان کی بہو کی حیثیت سے اکبر حویلی سے رخصت ہو رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

سراقہ گاڑی میں آگے بیٹھا ہوا تھا۔ ماہ کامل گاڑی میں بیٹھ گئی تو جہاندار نے اس کا لہنگا دروازے سے اندر کیا۔ آنکھوں میں آنسو ایسے ٹھہر گئے جیسے ساحل پر سمندر۔۔ زندگی کا

ایک باب بالآخر بند ہو گیا تھا۔اس باب کا اختتام کافی تکلیف دہ گزرا۔اب تو امید نے بھی ساتھ چھوڑ دیا تھا کہ آنے والے باب کا اختتام اچھا ہو گا۔

---★★★---

اب شاید اپنا کوئی پاس نہیں تھا۔اس نے خالی خالی نگاہ اپنے کمرے پر دوڑائی اور بستر پر بیٹھ گیا۔اسے لگنے لگا وہ جلد مر جائے گا۔بدر عالم جیسا خاموش طبع، بے زبان اور حساس قسم کا شخص ماہ کامل کے بنا رہ ہی نہ سکتا۔ہاں وہ مر جائے گا۔۔اس کی زبان سوائے کامل کے کوئی نہیں سمجھ سکتا تھا۔وہ اپنے دل کا حال اب کیسے بہن کو سنائے گا؟ زمینوں سے لوٹنے کے بعد اب وہ کس کا انتظار کرے گا؟ کون ناشتے کا پوچھے گا اور کون رات رات بھر باتیں کرے گا۔اسے بہن یاد آنے لگی تو ماں کا خیال آیا۔پہلے ماں تنہا کر گئی اور اب بہن۔۔ آخر کار اسے زندگی اکیلے ہی گزارنی پڑی۔۔

www.novelsclubb.com

---★★★---

"میں اسے کبھی اپنی بہو تسلیم نہیں کروں گی۔"آبرو بلند آواز میں نفرت آمیز لہجے میں بولیں۔

اندر کمرے کے بستر پر بیٹھی ماہ کامل ان کی باہر سے آتی آواز سن کر شل ہو گئی تھی۔

"یہ کیا کر رہی ہیں امی ؟دادا نے سن لیا تو وہ برداشت نہیں کریں گے۔" سراقہ غصے سے بولا تھا۔

"جینا حرام کر دوں گی میں اس کا۔۔" وہ چیخیں تو سراقہ نے میز پر پوری قوت سے ہاتھ مارا۔زوردار آواز گونجی تو ماہ کامل چونک اٹھی۔

"میں اب مزید کوئی بات نہیں سنوں گا۔جو کرنا ہے کریں مگر مجھ پر یوں چیخنے چلانے کی کوئی ضرورت نہیں۔" وہ بلند آواز میں چیخا کہ کیہان کمرے سے باہر نکل آئے۔

"کیا ہوا؟ کیوں شور مچا رہے ہو؟"

سراقہ نے ایک نظر ماں کو غصے سے دیکھا اور منظر سے ہٹتا ہوا کمرے میں داخل ہوا۔اپنے پیچھے دروازہ زور آواز سے بند کیا تھا۔بستر پر بیٹھی خاموش ماہ کامل گھبرا کر اسے دیکھنے لگی جس کی کنپٹی کی رگیں پھولی ہوئی تھیں۔وہ سیدھا چلتا ہوا بغیر اسے دیکھے سنگھار میز تک آیا۔

ماہ کامل اب تک جان چکی تھی کہ یہ شادی صرف دادا اخگر کے حکم پر ہوئی ہے۔نہ وہ سراقہ کی چاہ تھی اور نہ آبرو کی مرضی۔۔دھیرے سے فرش پر کھڑے ہوتے ہوئے اس نے سوٹ کیس کھولا۔سراقہ سنگھار میز پر دونوں ہتھیلیاں جمائے کچھ جھک کر خود کو سرخ آنکھوں سے آئینے میں دیکھ رہا تھا۔سوٹ کیس سے لان کا سادہ سا سوٹ نکال کر اس نے بستر پر رکھا۔سراقہ نے آئینے کے عکس میں اس کو دیکھا۔گہرے رنگ کی سرخ لپ اسٹک اس پر اچھی لگ رہی تھی۔وہ اسے بہت غور سے دیکھ رہا تھا۔ماں کی باتوں سے چڑ کر وہ جس طرح کمرے میں آیا تھا' تھوڑی دیر کے لیے واقعی بھول گیا تھا کہ ماہ کامل کمرے میں اس کا انتظار کر رہی ہے۔

"ان کی باتوں کا برا مت ماننا۔یہ رشتہ قبول کرنا ان کے لیے بہت مشکل ہے۔۔تم جانتی ہی ہو گی کہ یہ شادی کس کی خواہش پر ہوئی ہے۔امی بس کچھ غصے میں ہیں اور امید ہے چند دنوں میں ٹھیک ہو جائیں گی۔"بھنویں خراب موڈ کی وجہ سے آپس میں ملی ہوئی تھیں۔ وہ صاف صاف اسے بتا چکا تھا کہ اس سے شادی کی خواہش خود سراقہ کو بھی نہیں تھی۔۔ مگر ماہ کامل حیران نہیں ہوئی۔وہ جانتی تھی۔۔

www.novelsclubb.com

"واش روم کہاں ہے؟" اس نے سراقہ کی بات کا جواب دیے بغیر پوچھا۔ سراقہ نے اس کا یوں بات بدلنا واضح محسوس کیا۔

کاش وہ اس سے کہہ سکتا کہ وہ مزید اسے یوں سج سنورے روپ میں دیکھنا چاہتا ہے۔۔ مگر ماں کے ساتھ ہوئی بحث نے اس کا مزاج بری طرح خراب کر دیا تھا۔ وہ چاہتے ہوئے بھی کچھ نہ کہہ پایا۔

"وہاں۔۔" آنکھوں کے اشارے سے بتاتے ہوئے وہ اب اسے سرتا پیر دیکھ رہا تھا۔ سرخ رنگ اس پر اچھا لگتا تھا۔ دل نے عجیب خواہش کی۔۔ ماہ کامل سوٹ اٹھا کر واش روم کی جانب بڑھ گئی۔

سراقہ نے بھی واسٹ کوٹ اتار کر کرسی کی پشت پر رکھ دیا۔ اس کا چہرہ ہمیشہ کی طرح سنجیدہ تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ باہر آئی تو ایک سادے سے لان کے سوٹ میں تھی۔ میک اپ سے چہرہ پاک تھا اور جیولری، لہنگا ہاتھ میں۔۔

کمرے میں ٹھہرنے کا اب سراقہ کا بھی موڈ نہیں تھا۔ وہ اس سے کیا کہتا؟ نہ دل میں اس کے لیے کوئی جذبات اور نہ کبھی اس نے ماہ کامل کو اپنی بیوی کے روپ میں سوچا تھا۔

www.novelsclubb.com

کچھ ملتے جلتے حالات ماہ کامل کے بھی تھے۔وہ تکیہ صوفے پر رکھ کر وہیں بیٹھ گئی۔

"میں باہر جارہاہوں۔میرا انتظار مت کرنا۔شاید صبح ہو جائے۔"سنجیدگی سے کہتے ہوئے وہ چابی اٹھاتا باہر نکل گیا اور ماہ کامل یہ سوچ کر گہری سکون کا سانس لینے لگی کہ وہ اس کا انتظار کرنے بھی نہیں والی تھی۔مجبوری میں بندھا رشتہ ہمیشہ مجبوری ہی رہے تو بہتر ہے۔ دلوں میں زبردستی محبتیں پیدا نہیں کی جاسکتیں اور نہ ماہ کامل کی چاہ تھی۔ہاتھوں کی بھری بھری مہندی اور ہتھیلی کے درمیان لکھا مہندی سے سراقہ کے نام کا رنگ کافی گہرا تھا۔ اس کے جاتے ہی ماہ کامل نے نظریں گھما کر ارد گرد دیکھا۔کمرہ کافی کشادہ تھا۔۔یہ اس کی ماں کی حویلی تھی۔یہ سوچ کر اسے مزید تکلیف ہوئی۔

گھڑی رات کے بارہ بجارہی تھی۔کھڑکی سے گاڑی اسٹارٹ ہونے کی آواز آئی۔خیالوں میں چند الفاظ گردش کرنے لگے۔

www.novelsclubb.com

زندگی کا۔۔

"نیا باب"

"نیا رخ"

"نیا صفحہ"

---★★★---

اپنی ڈائری پڑھتے پڑھتے نجانے وہ کب سوئی تھی۔اندھیرے کمرے کا دروازہ کھولتے ہوئے سراقہ اندر آیا تھا۔بھاری قدموں کی دھیمی چاپ اس کی نیند میں خلل نہ پیدا کر سکی۔دل میں ایک احساس تھا کہ صوفے پر لیٹی وہ لڑکی اس کے نکاح میں تھی۔۔اس کی بیوی تھی۔۔اس کی تھی۔

وہ اس پر حق رکھتا تھا۔۔بلکل اسی طرح جس طرح وہ لڑکی اس پر حق رکھتی تھی۔اس کی نگاہ کھڑکی پر پڑی جس کے پردے ہٹے ہوئے تھے۔آسمان گہرے نیلا ہو رہا تھا۔۔وہ جب گھر میں داخل ہوا تھا تو چھ بج رہے تھے۔ساری رات خود کے ساتھ گزار کر وہ اب کمرے میں موجود تھا۔آبرو کی باتیں اور بحث کرنے کی عادت سراقہ کو جھلا دیتی تھیں اور پھر اس کا وہ وقت ہمیشہ کی طرح خراب گزرتا تھا۔وہ چلتے ہوئے ماہ کامل کے نزدیک آیا۔چادر میں سمٹ کر لیٹی ماہ کامل اپنی ڈائری بند کر کے اسے اندر رکھنا بھول چکی تھی۔اس نے حیرت

سے اس کی کھلی ڈائری دیکھی اور پاس پڑا فرش پر پین اٹھا کر دیکھنے لگا۔ کیا وہ ساری رات کچھ پڑھتی یا لکھتی رہی تھی؟ سراقہ نے الٹ پلٹ کر اس ڈائری کو دیکھا اور پھر ماہ کامل کے چہرے کو۔۔ میک اپ سے پاک شفاف چہرے نے سراقہ کو اسے نزدیک سے دیکھنے پر مجبور کیا۔ ٹھنڈ کے باعث وہ بھورے رنگ کی جیکٹ پہنا ہوا تھا۔ پاؤں میں بڑے سے بھاری جوتے اور بکھرے بال۔۔ وہ اس کے مزید قریب ہوتے ہوئے فرش پر جھک کر گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا۔ ہونٹوں کے اوپر کا سیاہ تل واقعی اتنا خوبصورت لگتا تھا یا صرف سراقہ کو لگ رہا تھا؟ وہ محض سوچ کر ہی رہ گیا۔ ماہ کامل کی لمبی گھنی چٹیا سے نکلتے بال اس کی آنکھوں اور چہرے کو جگہ جگہ سے ڈھانپ رہے تھے۔

کیا وہ اتنی ہی خوبصورت تھی یا یہ صرف اس خوبصورت رشتے کا کمال تھا جس نے انہیں ایک دوسرے کے نزدیک کر دیا تھا۔ سراقہ نے اسے دیکھتے ہوئے وہ ڈائری کھولی۔ پہلے صفحے پر عنوان کی بڑی سے ہیڈنگ درج تھی مگر عنوان درج نہیں تھا۔ وہ دونوں بھنویں کچھ حیرانی سے اچکا کر صفحے پلٹنے لگا۔ کیا وہ کوئی کہانی لکھتی تھی؟ یا اپنی ڈائری؟ سراقہ قدرے امپریس ہوا۔ حالانکہ اس وقت سے قبل سراقہ کو کبھی کتابوں میں دلچسپی نہیں رہی، مگر اس کا دل چاہا کہ یہ اسے پڑھنا چاہیئے۔ وہ ڈائری کافی موٹی تھی اور اس کے آدھے

www.novelsclubb.com

سے زیادہ صفحات بھرے ہوئے تھے۔اس نے حیرانی سے ماہ کامل کو دیکھااور کھل کر مسکرایا۔پہلے صفحے کے سب سے اوپر 'مصنفہ :ماہ کامل 'لکھاہوا تھا۔یعنی اس نے ایک ادیبہ سے شادی کی تھی۔۔ مسکراہٹ مزید گہری ہوئی۔انگلیوں سے اس کے چہرے پر بکھرے بالوں کو پیچھے کرتے ہوئے اس نے بغور دیکھا۔ہاں وہ واقعی اتنی ہی خوبصورت تھی۔۔ کچھ ان کے درمیان پاکیزہ رشتے کا بھی کمال تھا۔مزید کچھ دیر دیکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔نیند تھکاوٹ کے حاوی ہو رہی تھی اور اب اسے سونا بھی تھا۔

---★★★---

www.novelsclubb.com